مسلسل اشاعت کے سینتالیس سال

بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

565

ذوالقعدہ، ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ

ستمبر 2012

ماہنامہ الحق

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

اپیل — قربانی کی کھالوں کا بہترین مصرف — جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک — اپیل

صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر تا قیامت ثواب دارین حاصل کریں

جامعہ میں زیر تعلیم تین ہزار طلباء کی دینی تعلیم و تربیت میں حصہ لینے کیلئے چرمہائے قربانی یا انکی قیمت' صدقات و عطیات وغیرہ سے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ ان مہمانانِ رسول ﷺ کے سالانہ لازمی اخراجات کا تخمینہ دو کروڑ روپے سے زیادہ ہے جو اہل خیر حضرات کے عطیات' صدقات اور زکوٰۃ و تعاون سے پورا ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ آپ کی یہ خدمت اور نصرت آپ کیلئے صدقہ جاریہ بنے گی جو قیامت تک علم دین کی شکل میں جاری و ساری رہے گی۔

فون نمبر: 0333 9006637 - 0333 5196486 -- (0923) 630435-630341-630560
فیکس نمبر: (0923) 630922 **ای میل ایڈریس:** editor_alhaq@yahoo.com
اکاؤنٹ نمبر: یونائیٹڈ بینک اکوڑہ خٹک 100-0001-7 (کوڈ 0288) **منتظم اعلیٰ:** جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

جامع مسجد شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی تعمیر

قال اللہ جل جلالہ: انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الاخر (سورۃ توبہ ۱۸)
ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان ہی لوگوں کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ پر قیامت کے دن پر ایمان لائے۔

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال احب البلاد الی اللہ تعالیٰ مساجدھا وابغض البلاد الی اللہ اسواقھا
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کو سب جگہوں میں سب سے زیادہ محبوب مساجد ہیں اور سب سے زیادہ ناپسند جگہیں بازار ہیں (مسلم)

قارئین کرام! جامعہ دارالعلوم حقانیہ جو بحمد اللہ ایشیاء کی سب سے بڑی اسلامی یونیورسٹی ہے' ہزاروں طلباء اور دیگر نمازیوں کیلئے پہلے سے موجود مسجد کا دامن ناکافی ہونے کی وجہ سے عرصہ سے حقانیہ کے شایان اور ہزاروں مسلمانوں کو اس اہم عبادت کی ادائیگی کے لئے وسیع و عریض اللہ کے گھر کی تعمیر شدت سے محسوس کی جارہی تھی۔ انجینئر حضرات نے مجوزہ مقام کی جگہ وغیرہ کے سروے کے بعد ایک عظیم الشان نقشہ ماڈل کی صورت میں پیش کر دیا ہے جسکے مزید جزئیات تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں۔ حضورؐ کے ارشاد کہ جس نے مسجد بنانے میں حصہ لیا اس نے اپنے لئے جنت میں اپنے لئے گھر مختص کرایا۔ تعمیری افتتاح عنقریب انشاء اللہ ہوگا۔ آپ بھی آیت کریمہ کے مطابق جو لوگ مسجد کی تعمیر میں حصہ لیں گے' ان کا خاتمہ ایمان سے ہوگا میں شامل ہونے اور جنت میں اپنے لئے گھر الاٹ کرنے والوں کی فہرست میں نام درج کرنے کیلئے ''مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ'' کے تعمیر میں ابھی سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

انتظامیہ: **جامع مسجد حضرت مولانا عبدالحقؒ** جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ نوشہرہ برانچ کوڈ (0120) مسجد اکاؤنٹ نمبر: 3710187-4

محمد شاہد حنیف
مجلس التحقیق الاسلامی، ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن لاہور

اشاریہ ماہنامہ الحق جلد ۴۷ [۱۲-۲۰۱۱ء]

اِس اشاریے میں تمام مضامین کی موضوعاتی تقسیم کے بعد اِن کو ترتیبِ زمانی کے اعتبار سے درج کیا گیا ہے، تاکہ موضوع کا ارتقا بھی پیشِ نظر رہے۔ اس کے ساتھ تبصرۂ کتب کو بھی متعلقہ موضوع کے تحت مقالات کے بعد لکیر لگا کر نیچے درج کیا ہے۔

ایمانیات وعبادات

انوار الحق، مولانا	توبہ خوشنودیِ الٰہی کا ذریعہ [خطبہ جمعہ]	اکتوبر۲۰۱۱/۲۸-۳۳
مختار اللہ حقانی، مفتی	شوال کے ۶ روزوں کے بارہ میں لاعلمی یا تجاہل عارفانہ	اکتوبر۲۰۱۱/۵۶-۶۳
ص س، محترمہ	خوشحالی کا نسخہ کیمیا......قرآنِ پاک	اکتوبر۲۰۱۱/۷۲-۷۴
انوار الحق، مولانا	ایمان و اسلام کا تلازم اور دین اسلام کے تقاضے [خطبہ جمعہ]	مارچ۲۰۱۲/۱۱-۱۷
انوار الحق، مولانا	عقائد کی اہمیت، توحید و رسالت کا تلازم [خطبہ جمعہ]	اپریل۲۰۱۲/۴۹-۵۵
انوار الحق، مولانا	توحید خالص، والدین سے حسن سلوک اور صغائر سے اجتناب [خطبہ جمعہ]	جون۲۰۱۲/۸-۱۴
غلام قادر، مفتی	حلال وحرام آگاہی	جون۲۰۱۲/۳۷-۴۳
محمد راشد ڈسکوی	رمضان اور زکوٰۃ [۲/اقساط]	جون۲۰۱۲/۲۱-۲۸، جولائی۲۰۱۲/۱۳-۲۰
انوار الحق، مولانا	اسلامی تعلیمات کا واضح لائحہ عمل [خطبہ جمعہ]	جولائی۲۰۱۲/۶-۱۲
انیس الرحمٰن ندوی	''گاڈ پارٹیکل'' یا خدائی تخلیق کا شاہکار؟ [تخلیقِ کائنات اور 'خدا' کی دریافت یا......]	اگست۲۰۱۲/۳۴-۳۹
راشد الحق، مولانا	حج بیت اللہ۔ اسلام کی عظمت واتحاد کا عالمگیر مظہر [اداریہ]	ستمبر۲۰۱۲/۸-۹
انوار الحق، مولانا	عشق نبوی کا مرتبہ ومقام اور توہین رسالت کی سزا [خطبہ جمعہ]	ستمبر۲۰۱۲/۱۲-۱۹

ادارہ (مبصر)	مسنون دعائیں از لیاقت علی شاہ	اکتوبر۲۰۱۱/۷۹

معاشرت وسیاست

نصیر احمد قاسمی	عورت اسلام کے آئینے میں	جنوری۲۰۱۲/۴۵-۵۲
ریداحمد نعمانی، مولانا	معاشرہ پر مغرب تہذیب وثقافت کے زہریلے اثرات	جنوری۲۰۱۲/۵۷-۵۹
ابرار خٹک	مفاہمتی عمل کے لیے پائیدار حکمتِ عملی تشکیل، تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں [۲/اقساط]	مارچ۲۰۱۲/۲۵-۳۹، اپریل۲۰۱۲/۵۹-۶۷، جون۲۰۱۲/۱۵-۲۰
انوار الحق، مولانا	فواحش ومنکرات کے اسباب اور تدارک اسلامی تعلیمات کی روشنی میں [خطبہ جمعہ]	اگست۲۰۱۲/۱۶-۲۲
سعید الحق جدون، مولانا	معاشرہ کتاب سے بددل کیوں؟	ستمبر۲۰۱۲/۵۴-۵۷

ادارہ (مبصر)	اسلام کا نظام سیاست وحکومت از عبدالباقی حقانی [مترجم: الامین انور+شکیل احمد]	اکتوبر۲۰۱۱/۷۸
ادارہ (مبصر)	زبان کی شرارتیں از سعید الحق جدون	دسمبر۲۰۱۱/۶۳

تعلیم دینی مدارس اور فقہ وفتاویٰ

ابوالحسن علی ندویؒ	آزادی دینی مکاتیب و مدارس [ضرورت، افادیت اور نئے چیلنجز]	دسمبر۲۰۱۱/۲۳-۲۹

یحییٰ نعمانی، مولانا	افتا کا موجودہ نظام اور عصرِ حاضر کے تقاضے	جنوری۲۰۱۲/۱۸-۲۶

ادارہ (مبصر)	الفتاویٰ السراجیہ از سراج الدین ابی محمد علی [محمد عثمان البستوی، رضاء الحق شاہ]	اکتوبر۲۰۱۱/۸۰
ادارہ (مبصر)	فرحۃ النصیر اُردو شرح نحو میر [مرتب: مفتی سردار ولی]	مارچ۲۰۱۲/۶۴
ادارہ (مبصر)	ہماری تعلیمی زبوں حالی از سعید الحق جدون	اگست۲۰۱۲/۶۳-۶۴
ادارہ (مبصر)	الفقہ فی السند (فقہاء سندھ اور انکی فقہی خدمات) از مولانا اللہ بخش ایاز ملکانوی	ستمبر۲۰۱۲/۶۳

دعوت و تبلیغ

ذاکر حسن نعمانی، مفتی	احسان و سلوک سے پیر پرستی، دنیا پرستی اور عیش پرستی تک	دسمبر۲۰۱۱/۴۳-۴۸
انوار الحق، مولانا	فکرِ عقبیٰ [خطبہ جمعہ]	جنوری۲۰۱۲/۵-۱۲
ابوالحسن علی ندوی	مسلمان کی شانِ امتیازی [خطاب]	مارچ۲۰۱۲/۱۸-۲۴
شائستہ پروین	امام غزالیؒ اور فلسفۂ تصوف: احیاء علوم الدین کا ایک تجزیاتی مطالعہ	اگست۲۰۱۲/۴۰-۵۰

ادارہ (مبصر)	ذکر اجتماعی و جہری شریعت کے آئینہ میں از (افادات مفتی رضاء الحق) [مرتب: محمد الیاس]	دسمبر۲۰۱۱/۶۲

سیرت النبیؐ اور صحابہ کرامؓ

شہزاد احمد کامروی	یکم محرم الحرام...... یوم شہادت سیدنا فاروق اعظمؓ	اکتوبر۲۰۱۱/۴۱-۴۶
محمد جنید انور	مسلکِ دیوبند کے خادمانِ سیرت	جنوری۲۰۱۲/۳۳-۳۸
محمد تبسم بشیر	۱۲ ربیع الاول یوم ولادت یا یوم وصال؟	جنوری۲۰۱۲/۳۹-۴۱
محمد فخر	محبت رسولؐ اور اتباع سنت	جنوری۲۰۱۲/۴۲-۴۴
اعجاز فاروق اکرم	سیرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کسب معاش	اگست۲۰۱۲/۲۳-۲۴
راشد الحق سمیع، حافظ	امریکہ کی اسلام اور محسنِ انسانیت ﷺ کے خلاف دہشت گردی [توہینِ رسالت/اداریہ]	اگست۲۰۱۲/۲-۳
عنایت اللہ	خلیفہ راشد سیدنا علی حیدر کرار کرم اللہ وجہہ	ستمبر۲۰۱۲/۳۲-۳۴

شخصیات [سوانح و خدمات اور تذکرے]

راشد الحق سمیع، حافظ	سعودی ولی عہد سلطان بن عبدالعزیز کی وفات [اداریہ]	اکتوبر۲۰۱۱/۵
راشد الحق سمیع، حافظ	بھٹو خاندان کی خاتون اول نصرت بھٹو: ایک مرقع عبرت [اداریہ]	اکتوبر۲۰۱۱/۸
راشد الحق سمیع، حافظ	سابق افغان صدر پروفیسر برہان الدین ربانی کا قتل [اداریہ]	اکتوبر۲۰۱۱/۹
راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا عبدالغنی حقانیؒ کا سانحہ ارتحال [اداریہ]	اکتوبر۲۰۱۱/۱۰
ابرار خٹک	پیرِ مشرق: سراج الاسلام سراج	اکتوبر۲۰۱۱/۶۷-۷۱
راشد الحق سمیع، حافظ	پاکستانی سیاست کے منفرد کردار پیر پگاڑا کا رختِ سفر [اداریہ]	دسمبر۲۰۱۱/۶
راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا معین الدین لکھوی اور پروفیسر شاہ تراب الحق کی جدائی [اداریہ]	دسمبر۲۰۱۱/۷
راشد الحق سمیع، حافظ	ایک وفادار جانثار کارکن (سعید خان عرف سالار صاحب) کی جدائی [اداریہ]	دسمبر۲۰۱۱/۸
شفیق الدین فاروقی	دارالعلوم کے ایک قدیم اور مخلص مہربان واہ واہ خان آف جنگی کی وفات	دسمبر۲۰۱۱/۶۰
شفیق الدین فاروقی	دارالعلوم کے مخلص ساتھی دلاور خان کے فرزند فہیم خٹک کی وفات	دسمبر۲۰۱۱/۶۰
شفیق الدین فاروقی	دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا خورشید عالمؒ کا انتقال	جنوری۲۰۱۲/۱۷
اسرار ابن مدنی، مولانا	۲۳ مارچ یوم پاکستان [سیاسی و فوجی قائدین مولانا ابوالکلام آزاد کو غلط ثابت کریں]	مارچ۲۰۱۲/۳۰-۳۶

شفیق الدین فاروقی	مولانا قاری عمر علی کے بھائی فرید احمد کی وفات	مارچ ۲۰۱۲/۶۲
شفیق الدین فاروقی	دارالعلوم کے مخلص ظرافت سیر کی اہلیہ کی وفات	مارچ ۲۰۱۲/۶۲
محمد ابراہیم فانی	ہائے اِک خونیں کفن میں عالم بالا چلے [نظم بیادِ مولانا نصیب خان شہیدؒ]	اپریل ۲۰۱۲/۰
راشد الحق سمیع، حافظ	دارالعلوم کے استاد حدیث و ہر دلعزیز عالم دین مولانا نصیب خانؒ کی شہادت [اداریہ]	اپریل ۲۰۱۲/۲-۳
راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا محسن شاہ حقانی اور مولانا محمد اسلم شیخوپوریؒ کے سانحات [اداریہ]	اپریل ۲۰۱۲/۴-۵
راشد الحق سمیع، حافظ	ایک گوہر نایاب انسان مولانا عطاء الرحمٰنؒ کی المناک جدائی	اپریل ۲۰۱۲/۶
عرفان الحق حقانی	استاذ حدیث دارالعلوم حقانیہ مولانا نصیب خانؒ کا بہیمانہ قتل	اپریل ۲۰۱۲/۵۶-۵۸
شفیق الدین فاروقی	دارالعلوم کے استاد حدیث مولانا نصیب خانؒ کی شہادت کے سلسلے میں......	اپریل ۲۰۱۲/۶۸
راشد الحق سمیع، حافظ	خاندانِ حقانی کو صدمہ [مولانا اسد علی قریشیؒ کی وفات]	جون ۲۰۱۲/۶
فضل غفور حقانی	استاد مکرم حضرت العلامہ شیخ نصیب خان شہیدؒ	جون ۲۰۱۲/۴۵-۴۷
محمد ابراہیم فانی	مردِ حُر اِک، شیخ مولانا عطاء رحماں گیا [نظم]	جون ۲۰۱۲/۵۶
شفیق الدین فاروقی	دارالعلوم کے مخلصین کو صدمہ	جون ۲۰۱۲/۵۸، اگست ۲۰۱۲/۶۱
راشد الحق سمیع، حافظ	سعودی ولی عہد شہزادہ نائفؒ بن عبدالعزیز کی رحلت [اداریہ]	جولائی ۲۰۱۲/۵
شفیق الدین فاروقی	دارالعلوم کے مخلص مولانا سید اللہ جانؒ کی وفات	جولائی ۲۰۱۲/۶۱
صباح الدین	ایک عاشقِ رسولؐ (علامہ خان بہادرؒ) کا تذکرہ ان کے ایک نعتیہ قصیدہ کے آئینے میں	جولائی ۲۰۱۲/۴۱-۴۴
حبیب اللہ حقانی	فضلائے حقانیہ کی تالیفی اور تصنیفی خدمات [سعید الحق جدون/سید محمد حقانی]	جولائی ۲۰۱۲/۵۶-۵۸
راشد الحق سمیع، حافظ	دارالعلوم کے ایک مجذوب (جناب جان بشرؒ) کے احوال و جدائی [اداریہ]	اگست ۲۰۱۲/۴-۵
راشد الحق سمیع، حافظ	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالسلامؒ کی رحلت [اداریہ]	اگست ۲۰۱۲/۶
راشد الحق سمیع، حافظ	ایک بزرگ اور صوفی مولانا فضل سبحانؒ کی وفات [اداریہ]	اگست ۲۰۱۲/۷
محمد ظہیر الدین بھٹی	مصر کے مرد آہن صدر ڈاکٹر محمد مرسی کا تعارف	اگست ۲۰۱۲/۵۱-۵۴
شائستہ پروین	امام غزالیؒ اور فلسفہ تصوف: احیاء علوم الدین کا ایک تجزیاتی مطالعہ	اگست ۲۰۱۲/۴۰-۵۰
راشد الحق سمیع، حافظ	ایک مدنی دوست (قاری صفی اللہ) کی جدائی [اداریہ]	ستمبر ۲۰۱۲/۱۰-۱۱
انعام اللہ، مولانا	حضرت مولانا عطاء الرحمٰن (حیات و خدمات)	ستمبر ۲۰۱۲/۳۵-۴۲

ادارہ (مبصر)	مجالس غور غشتوی (نصیر الدین غور غشتویؒ) از مفتی محمد قاسم بجلی گھر	دسمبر ۲۰۱۱/۶۱
ادارہ (مبصر)	تذکرہ و سوانح اور آثار و افکار محمد منصور الزمان صدیقی [مرتب: مولانا عبدالقیوم حقانی]	مارچ ۲۰۱۲/۶۳
ادارہ (مبصر)	مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب کی درسگاہ میں [مرتب: سعید الحق جدون]	جون ۲۰۱۲/۶۰
ادارہ (مبصر)	مکتوبات حکیم الاسلام (مولانا قاری محمد طیبؒ) [مرتب: شفیق احمد قاسمی]	جولائی ۲۰۱۲/۶۳
ادارہ (مبصر)	تذکرہ و سوانح خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ از مولانا عبدالقیوم حقانی	اگست ۲۰۱۲/۶۳

تصور وطن اور دفاع پاکستان کونسل

راشد الحق سمیع، حافظ	پاکستان کے خلاف استعماری قوتوں کے عزائم اور 'دفاع پاکستان کونسل' [اداریہ]	اکتوبر ۲۰۱۱/۲-۳
اسلم بیگ، مرزا	واشنگٹن......لندن، میموگیٹ سازش	اکتوبر ۲۰۱۱/۴۷-۴۹
زید احمد نعمانی، مولانا	موجودہ ملکی صورت حال اور ہماری ذمہ داری	اکتوبر ۲۰۱۱/۷۵-۷۶
راشد الحق سمیع، حافظ	پاکستان بحرانوں کی زد میں......انجام گلستاں کیا ہوگا؟ [اداریہ]	دسمبر ۲۰۱۱/۲-۳

محمد عاصم مخدوم	حلف نامہ اور دفاع پاکستان کانفرنس کی روئیداد	دسمبر۲۰۱۱/۹-۱۴
اسلم بیگ، مرزا	پاکستان کے خلاف امریکہ و نیٹو (ایساف) کی جارحیت	دسمبر۲۰۱۱/۴۰-۴۲
راشدالحق سمیع، حافظ	دفاع پاکستان کونسل کی کامیاب عوامی بیداری تحریک پر امریکہ......[اداریہ]	جنوری۲۰۱۲/۲-۳
ادارہ	دفاع پاکستان کونسل کے دس نکاتی مقاصد و منشور	جنوری۲۰۱۲/۴
عبدالرؤف فاروقی	دفاع پاکستان کونسل کیوں معرضِ وجود میں آئی؟	جنوری۲۰۱۲/۱۳-۱۷
راشدالحق سمیع، حافظ	نیٹو سپلائی کی بحالی کی حکومتی تیاریاں، پاکستان ایک بار پھر برائے فروخت[اداریہ]	مارچ۲۰۱۲/۲-۴
ادارہ	دفاع پاکستان کے زیر اہتمام اظہار یکجہتی بلوچستان کانفرنس اور اعلامیہ	مارچ۲۰۱۲/۵-۸
ادارہ	دفاع پاکستان کونسل کا پشاور میں سربراہی اجلاس اور اعلامیہ	مارچ۲۰۱۲/۹-۱۰
اسرار ابن مدنی، مولانا	۲۳ر مارچ یوم پاکستان [سیاسی و فوجی قائدین مولانا ابوالکلام آزاد کو غلط ثابت کریں]	مارچ۲۰۱۲/۴۰-۴۶
راشدالحق سمیع، حافظ	ادارہ: دفاع پاکستان کونسل کا اہم سربراہی اجلاس	جون۲۰۱۲/۶-۷
راشدالحق سمیع، حافظ	نیٹو سپلائی کی دوبارہ بحالی کے خلاف دفاع پاکستان کونسل کا تاریخی لانگ مارچ[اداریہ]	جولائی۲۰۱۲/۲-۳
ارشاد احمد عارف	نیٹو سپلائی کے خلاف دفاع پاکستان کونسل کا فرض کفایہ	جولائی۲۰۱۲/۳۸-۳۹
عنایت اللہ	نیٹو سپلائی کی بحالی، قوم سے غداری	جولائی۲۰۱۲/۴۵-۴۷
سمیع الحق، مولانا	دفاع پاکستان کونسل کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریاں[خطاب/مرتب: سہیل عباس ابن مدنی]	اگست۲۰۱۲/۸-۱۵

اُمتِ مسلمہ اور عالم مغرب

راشدالحق سمیع، حافظ	کرنل معمر قذافی کا زوال اور......[اداریہ]	اکتوبر۲۰۱۱/۲-۷
بہرہ مند	سرمایہ دارانہ نظام اپنے انجام کے قریب	اکتوبر۲۰۱۱/۵۰-۵۵
فیدل کاسترو	نیٹو نے ہی جدید ٹیکنالوجی سے قذافی کی گاڑی شناخت کی اور............	اکتوبر۲۰۱۱/۶۴-۶۶
راشدالحق سمیع، حافظ	عراق سے امریکی افواج کی واپسی[اداریہ]	دسمبر۲۰۱۱/۴
راشدالحق سمیع، حافظ	عالم عرب کے اُفق پر اسلام پسندوں کا طلوع ہوتا ہوا سورج[اداریہ]	دسمبر۲۰۱۱/۵
انوارالحق، مولانا	اُمتِ مسلمہ کے نجات اور کامیابی کا واحد راستہ[خطبہ جمعہ]	دسمبر۲۰۱۱/۱۵-۲۲
اشتیاق احمد ظلی	ترکی رہنما نجیب الدین اربکانؒ کی شخصیت و خدمات	مارچ۲۰۱۲/۴۷-۴۸
نیاز سواتی	زوالِ اُمت میں ٹیکنالوجی کا کردار	مارچ۲۰۱۲/۴۹-۵۴
راشدالحق سمیع، حافظ	اہل شام پر قیامت کے لمحے اور عالم اسلام کی بے حسی	جون۲۰۱۲/۲-۳
راشدالحق سمیع، حافظ	مصر کے انتخابات میں اسلامی جماعتوں کی کامیابیوں کو سبوتاژ کرنے کی سازشیں	جون۲۰۱۲/۴-۵
محمد الیاس بھٹکلی ندوی	مشنری تعلیم تاریخی پس منظر اور ناپاک عزائم	جون۲۰۱۲/۲۹-۳۶
یرید احمد نعمانی، مولانا	زوال کا علاج	جون۲۰۱۲/۴۸-۵۰
راشدالحق سمیع، حافظ	برمی مسلمانوں کا قتلِ عام اقوام عالم کی خاموشی اور عالم اسلام کی بے حسی[اداریہ]	جولائی۲۰۱۲/۴
یرید احمد نعمانی، مولانا	مغرب کی اسلام دشمنی اور دینِ حق کی مقبولیت میں اضافہ	جولائی۲۰۱۲/۴۰-۴۲
چارلس کراتھ ایمر	عالم عرب کے انقلابات میں اسلام پسندوں کا غلبہ	جولائی۲۰۱۲/۴۳-۴۴
....	برمی مسلمانوں پر ڈھائی جانے والی داستانِ اَلم	جولائی۲۰۱۲/۴۸-۴۹
محمد جہان یعقوب	حقوقِ نسواں کی علمبردار امریکی خاتون کا قبولِ اسلام	جولائی۲۰۱۲/۵۰-۵۲
محمد حمزہ	نیٹو کا افغانستان میں اعتراف شکست	جولائی۲۰۱۲/۵۳-۵۵

محمد شعیب تنولی	امریکہ اور نام نہاد دانشور [مکتوب]	جولائی۲۰۱۲/۵۹-۶۰
راشد الحق سمیع، حافظ	امریکہ کی اسلام اور محسنِ انسانیت ﷺ کے خلاف دہشت گردی [توہینِ رسالت/ اداریہ]	اگست۲۰۱۲/۲-۳
ریحان اختر	جنگ کا داعی امن کا مبلغ کیسے ہوسکتا ہے؟ [عالمی طاقتوں کا گھناؤنا کردار اور دہشت گردی]	اگست۲۰۱۲/۵۵-۵۷
ادارہ (مبصر)	مسلم حکمران اور غیر مسلم رعایا از حافظ طاہر محمود اشرفی	جولائی۲۰۱۲/۶۴

مشاہیر (مکتوبات) بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ

راشد الحق سمیع، حافظ	مفتی محمد تقی عثمانی کی آمد اور مکاتیب مشاہیر کی تقریب میں شرکت [اداریہ]	اکتوبر۲۰۱۱/۴
حبیب اللہ حقانی	دارالعلوم حقانیہ میں مکاتیبِ مشاہیر کی تقریب رونمائی [علماءِ کرام کے خطابات]	اکتوبر۲۰۱۱/۱۱-۲۷
ابرار خٹک	بزمِ مکاتیب مشاہیر کی چند ساعتیں	دسمبر۲۰۱۱/۵۵-۵۸
ابن الحسن عباسی، مولانا	مکتوب بنام مدیر (مکاتیب مشاہیر)	مارچ۲۰۱۲/۵۶-۵۹
محمد اسعد مدنی	مکتوب بنام مدیر (مکاتیب مشاہیر)	مارچ۲۰۱۲/۵۹-۶۰
شفیق الدین فاروقی	مکاتیب مشاہیر کی تقریبِ رونمائی کا لاہور میں انعقاد کا فیصلہ	مارچ۲۰۱۲/۶۱
راشد الحق سمیع، حافظ	مکاتیب مشاہیر کے حوالے سے الحق کا زیرِ نظر خصوصی شمارہ	اپریل۲۰۱۲/۷تا۸
محمود الحسن عارف	روداد تقریب رونمائی مشاہیر [تفصیلی روداد اور علماء و زعما کے خطابات]	اپریل۲۰۱۲/۹-۳۱
زاہد الراشدی، مولانا	مولانا عبدالحقؒ ......عزم واہمت کے کوہ گراں	اپریل۲۰۱۲/۳۲-۳۴
اجمل نیازی	مولانا سمیع الحق کے خط	اپریل۲۰۱۲/۳۵-۳۷
قیوم نظامی	مشاہیر کے خطوط مولانا سمیع الحق کے نام	اپریل۲۰۱۲/۳۸-۳۹
محمد شفیع چترالی	مولانا سمیع الحق کا کارنامہ	اپریل۲۰۱۲/۴۰-۴۱
محمد عمر انور بدخشانی	مکاتیب مشاہیر نادر و نایاب مکاتیب کا عظیم ذخیرہ نسخہ ہائے وصل و وفا	اپریل۲۰۱۲/۴۲-۴۷
محمد شاہد سہارنپوری	افکار و تاثرات بنام مدیر (مکاتیب مشاہیر)	اپریل۲۰۱۲/۴۸
عبدالقیوم حقانی، مولانا	مکتوبات مشاہیر بنام مولانا عبدالحقؒ و مولانا سمیع الحق (مکتوبات کی تاریخ پر ایک سرسری نظر)	ستمبر۲۰۱۲/۲۸-۳۶
العصر، ماہنامہ (مبصر)	مشاہیر بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحق، شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق [مرتب: مولانا سمیع الحق]	اپریل۲۰۱۲/۷۰-۷۱

دیگر مکتوبات

عتیق الرحمٰن سنبھلی، جون۲۰۱۲/۵۱..... معتمد جماعت اسلامی، جون۲۰۱۲/۵۱..... محمد حنیف جالندھری، جون۲۰۱۲/۵۲..... محمد الیاس گھمن، جون۲۰۱۲/۵۳..... ارشاد احمد، جون۲۰۱۲/۵۴..... عبدالحکیم سیف، جون۲۰۱۲/۵۴..............، جون۲۰۱۲/۵۴..... افتخار الدین منصور، جون۲۰۱۲/۵۵..... محمد طیب طوفانی، جون۲۰۱۲/۵۵..... محمد اسعد مدنی، جون۲۰۱۲/۵۵ ....., سید حنیف رسول' ستمبر2012/۵۸..... مولانا ایوب جان' ستمبر2012/۵۸.....، مولانا سعید الحق جدون' 'ستمبر2012/۵۹.....، قاضی محمد یعقوب' وضاحت از ادارہ' ستمبر2012/۶۰،

دارالعلوم کے شب وروز [ودیگر سرگرمیاں]

شفیق الدین فاروقی مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کی دارالعلوم تشریف آوری: اکتوبر۲۰۱۱/۷۷ ○ مغربی صحافیوں کی دارالعلوم آمد: اکتوبر ۲۰۱۱/۷۷ ○ نائب مہتمم مولانا انوار الحق صاحب کا سفرحج: اکتوبر۲۰۱۱/۷۷ ○ غیر ملکی تبلیغی جماعتوں کی دارالعلوم آمد: دسمبر ۲۰۱۱/۵۹ ○ چینی سفارتکار کی دارالعلوم آمد: دسمبر۲۰۱۱/۵۹ ○ ایرانی کونسل جنرل کی دارالعلوم آمد: دسمبر۲۰۱۱/۵۹ ○ سویڈن کے اعلیٰ سطحی وفد کی دارالعلوم آمد: دسمبر۲۰۱۱/۵۹ ○ جمعیۃ علماءِ پاکستان کے وفد کی دارالعلوم آمد: دسمبر۲۰۱۱/۶۰ ○ جامعہ فاروقیہ کے طلباء پر تشدد کی مذمت: دسمبر۲۰۱۱/۶۰ ○ دارالعلوم کے رئیس دارالافتاء مفتی سیف اللہ کی علالت: دسمبر۲۰۱۱/۶۰

○واشنگٹن پوسٹ کے نمائندہ کی آمد : جنوری۲۰۱۲/ ۱۷ ○محترم مولانا سمیع الحق کا کراچی کے مختلف دینی اداروں کے سربراہوں سے ملاقاتیں : جنوری ۲۰۱۲/۶۲ ○محترم مولانا سمیع الحق کی افغان صدر حامد کرزئی سے ملاقات : جنوری ۲۰۱۲/ ۶۲ ○دارالعلوم کے وسطانی امتحانات : جنوری۲۰۱۲/ ۶۲ ○مغربی دانشور اور صحافیوں کی دارالعلوم : مارچ ۲۰۱۲/ ۶۱ ○عالمی ادارہ برائے صحت (WHO) کے سربراہ کی دارالعلوم آمد : مارچ ۲۰۱۲/ ۶۱ ○مولانا فضل الرحمٰن خلیل کی دارالعلوم آمد : مارچ ۲۰۱۲/ ۶۱ ○ایم کیو ایم حقیقی، تحریک انصاف، مسلم لیگ ہم خیال کے رہنماؤں کی آمد : مارچ ۲۰۱۲/ ۶۲ ○دارالعلوم کے وسطانی امتحانات : اپریل۲۰۱۲/ ۶۸ ○وفاق المدارس و الجامعات کے اجلاس : اپریل۲۰۱۲/ ۶۹ ○شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے حفید (پڑپوتے) محمد حنان الحق کی ولادت : اپریل۲۰۱۲/ ۶۹ ○دارالعلوم کی جلسہ دستار بندی وتقریب ختم بخاری شریف : جون ۲۰۱۲/ ۵۷ ○دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کا اہم اجلاس : جون۲۰۱۲/ ۵۷ ○دارالعلوم کے سالانہ امتحانات کا انعقاد : جون۲۰۱۲/ ۵۸ ○اذان ویب نیٹ ورکنگ کی دارالعلوم آمد : جون۲۰۱۲/ ۵۸ ○دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال ۳۴-۱۴۳۳ھ (۱۳-۲۰۱۲ء) کے داخلوں کا شیڈول : جون۲۰۱۲/ ۵۹ ○جناب مولانا سمیع الحق کا دورہ بلوچستان : جولائی۲۰۱۲/ ۶۱ ○ٹی وی نیوز چینل 'وقت' کی ٹیم کی دارالعلوم آمد : جولائی ۲۰۱۲/ ۶۱ ○برطانوی اخبار ٹیلی گراف کے نمائندے کی دارالعلوم آمد : جولائی ۲۰۱۲/ ۶۱ ○دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال ۳۴-۱۴۳۳ھ (۱۳-۲۰۱۲ء) کے داخلوں کا شیڈول : جولائی۲۰۱۲/ ۶۱ ○دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال ۳۴-۱۴۳۳ھ (۱۳-۲۰۱۲ء) کا آغاز : اگست۲۰۱۲/ ۶۱ ○حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب اور دیگر اساتذہ کرام کا سفرِ حرمین : اگست۲۰۱۲/ ۶۱ ○توہین آمیز فلم کے خلاف دارالعلوم کے طلباء کا احتجاجی مظاہرہ: اگست۲۰۱۲/ ۶۲ ○صحافیوں اور مہمانوں کی دارالعلوم آمد: اگست۲۰۱۲/ ۶۲ ○صاحبزادہ اسامہ سمیع الحق کے ہاں بچی کی ولادت: اگست۲۰۱۲/ ۶۲

○حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب کے اسفار، تعلیمی کمیٹی کا اجلاس، دی میسج ٹی وی کو انٹرویو: ستمبر۲۰۱۲/ ۶۱

متفرقات

حبیب اللہ حقانی	ایک محفل علم وادب کا دلچسپ منظر بسلسلہ 'ساعتے با اہلِ حق' [۲/۱ اقساط]	دسمبر۲۰۱۱/ ۳۰-۳۹، جنوری۲۰۱۲/ ۲۷-۳۴
عرفان الحق حقانی	تقویمِ اسلامی اور ماہِ صفر کی نحوست کا غلط عقیدہ	دسمبر۲۰۱۱/ ۴۹-۵۴
محمد نوید شاہین	منصور اعجاز، اسلام اور پاکستان دشمن شخص	جنوری۲۰۱۲/ ۵۳-۵۶
ادارہ	افکار وتاثرات [ہندوستان سے چند اہم خبریں]	جنوری۲۰۱۲/ ۶۰-۶۱
ظفر دارک قاسمی	اسلام کا معاشی نظام عہد حاضر کے تناظر میں	جولائی۲۰۱۲/ ۳۳-۳۷
شبیر حسین شاہ	ماہنامہ الحق کے سینتالیس سالہ اشاریہ [مرتب: محمد شاہد حنیف] کا فنی جائزہ	جولائی۲۰۱۲/ ۲۵-۳۲
محمد عدنان زیب	اُردو اَدب کی ترویج میں ماہنامہ الحق کی خدمات	اگست۲۰۱۲/ ۵۸-۶۰
عرفان الحق حقانی	عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات	اگست۲۰۱۲/ ۲۵-۳۳
عرفان الحق حقانی	عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات	ستمبر۲۰۱۲/ ۲۰-۲۷
ابوزین پیر سید محی الدین	اسلام میں ادب واحترام کا مقام	ستمبر۲۰۱۲/ ۴۳-۵۱

ابن الحسن عباسی، مولانا	خطباتِ حکیم الاسلام' بارہ جلدیں (قاری محمد طیب قاسمیؒ) [مرتب: محمد ادریس ہوشیار پوری]	اکتوبر۲۰۱۱/ ۳۴-۴۰
ادارہ (مبصر)	سہ ماہی تجلیات فرید چارسدہ [مدیر: مولانا ایاز احمد حقانی]	اکتوبر۲۰۱۱/ ۷۹
ادارہ (مبصر)	مبادی التجوید از زبیر احمد چترالی	دسمبر۲۰۱۱/ ۶۴
ادارہ (مبصر)	ماہنامہ بینات کراچی کی اشاعتِ خاص 'بیاد مولانا سعید احمد جلالپوریؒ'	جنوری۲۰۱۲/ ۶۳-۶۴
ادارہ (مبصر)	مسواک کیمیائے سعادت ہے از مفتی شیر عالم	جون۲۰۱۲/ ۶۱
ادارہ (مبصر)	گلدستہ (دینی احکام وفضائل) از عبدالوحید خان	جون۲۰۱۲/ ۶۲
ادارہ (مبصر)	خطبات ومواعظ جمعہ از مولانا حافظ مشتاق احمد عباسی	ستمبر۲۰۱۲/ ۶۲

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الأُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

جلد نمبر ۔۔۔۔۔۔ 47
شمارہ نمبر ۔۔۔۔۔۔ 12
ذیقعدہ، ذی الحجہ ۔۔۔۔ ۱۴۳۳ھ
ستمبر ۔۔۔۔ ۲۰۱۲ء

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی
ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: حج بیت اللہ ...... اسلام کی عظمت و اتحاد کا عالمگیر مظہر۔
- وفیات: ایک مدنی دوست کی المناک جدائی .... راشد الحق سمیع حقانی ۸
- عشق نبوی کا مرتبہ ومقام اور توہین رسالت کی سزا .... شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۱۲
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات ..... مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی ۲۰
- مکتوبات مشاہیر (مکتوبات کی تاریخ پر ایک سرسری نظر) .... مولانا عبدالقیوم حقانی ۲۸
- خلیفہ راشد سیدنا علی حیدر کرار کرم اللہ وجہہ .... مولانا محمد جہان یعقوب ۳۲
- حضرت مولانا عطاء الرحمٰنؒ (حیات و خدمات کا مختصر جائزہ) .... مولانا انعام اللہ ۳۵
- اسلام میں ادب واحترام کا مقام .... ابوزین پیر سید محی الدین محبوب حنفی قادری ۴۳
- ہندوستانی صحابہؓ .... جناب عنایت اللہ ۵۲
- معاشرہ کتاب سے بدل کیوں؟ .... مولانا سعید الحق جدون ۵۴
- افکار و تاثرات ...... (جناب سید حنیف رسول کاکاخیل صاحبزادہ مولانا محمد ایوب جان، مولانا سعید الحق جدون حقانی۔ جناب قاضی محمد یعقوب) .... ادارہ ۵۸
- دارالعلوم کے شب و روز .... جناب شفیق الدین فاروقی ۶۱
- تعارف تبصرہ کتب .... ادارہ ۶۲

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر (0923) 630435
فیکس نمبر Fax(0923)630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس Facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/25 روپے سالانہ -/250، بیرون ملک 25$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز   بسم اللہ الرحمن الرحیم   راشد الحق سمیع حقانی

حج بیت اللہ......اسلام کی عظمت واتحاد کا عالمگیر مظہر

الحمدللہ اسلامی کیلنڈر کے بارہویں اوراشہر حرم میں سے مقدس مہینہ ذوالحجہ شروع ہوگیا ہے۔اس ماہِ مقدس میں اسلام کے اہم رکن حج بیت اللہ کے مناسک ادا کئے جاتے ہیں اور فرزندانِ توحید اطراف عالم سے حج بیت اللہ اور حرم نبویؐ کے دیدار کیلئے جوق در جوق لاکھوں کی تعداد میں جمع ہوتے ہیں۔اس شاندار اجتماع میں شاہ بھی' گدا بھی' فقیر بھی' بوڑھے بھی' جوان بھی' خواتین بھی اور بچے بھی ہوتے ہیں اوران تمام کی زبان پرایک ہی ترانہء حج یعنی تلبیہ لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لک لا شریک لک یہ وہ ملکوتی اور روحانی نغمہ ہے جو ہر حاجی کی زبان پر ہوتا ہے جس میں وہ اپنی مکمل اطاعت گزاری جاں سپاری فرمان برداری اور عاجزی وانکساری کا اظہار کرتا ہے۔

کتب میں لکھا ہے کہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی پکار اوردعوت کا جواب ہے یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبۃ اللہ سے فارغ ہوئے تو آپ نے کہا اے میرے رب میں بناء کعبہ اوراس کی تعمیر سے فارغ ہوگیا۔اللہ نے ان کو حکم دیا کہ لوگوں کو حج بیت اللہ کے لئے بلاؤ۔ان کو اعلان کرو آپ نے کہا کہ میری آواز کیسے لوگوں کو پہنچ جائے گی۔اللہ نے انہیں فرمایا کہ تم لوگوں کو دعوت دو ان کو پکارو اور باقی لوگوں تک آپ کی آواز پہنچانا میرا کام ہے۔چنانچہ آپ نے کہا: اے میرے مولا! میں کس طرح اعلان کروں؟ اللہ نے فرمایا کہ اے لوگو! اللہ نے تم پر حج بیت اللہ کے قدیم گھر کی زیارت کو فرض کیا ہے۔جب آپ نے یہ اعلان کیا تو آسمانوں اور زمینوں کے درمیان جتنی بھی مخلوق تھی' انہوں نے یہ پکار سنی۔اللہ نے ہر طرف یہ آواز ہر روح تک پہنچا دی جس کیلئے حج مقدر تھا جسکی روح نے لبیک کہا اور آج وہی شوق کی دبی ہوئی چنگاری ہے کہ لاکھوں لوگ مختلف مشقتیں برداشت کرتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں گویا یہ ابراہیم خلیل اللہ کی اس دعا کی مقبولیت کا اثر ہے جو آپ نے کی تھی۔ہر سال مکہ معظمہ منیٰ وعرفات کی مقدس وادیوں میں لاکھوں فرزندانِ توحید کا عظیم الشان اور مبارک اجتماع اسلام کی ابدی اور عالمگیر شان وشوکت کا ایک بڑا یادگار اجتماع ہوتا ہے۔اسلام کے اس مبارک رکن اوراجتماع کی جہاں سینکڑوں حکمتیں اور روشن پہلو ہیں وہیں ایک بڑا پہلو اس کا یہ بھی نکلتا ہے کہ دنیا بھر کے اقوام وملل پر اسلام اور مسلمانوں کی اجتماعیت' یگانگت' باہمی اتفاق کے باعث بڑا خوشگوار اور مثبت اثر پڑتا ہے۔اس قدر عظیم اجتماع کی دنیا بھر کے مذاہب میں کوئی مثال موجود نہیں۔کاش! جس طرح مسلمان حج کے موقع پر باہمی اتحاد واتفاق اور ایک نظام کے پابند نظر آتے ہیں اسی طرح باقی ساری زندگی میں یہ اسی مثالی نظم ونسق اور ایثار وقربانی پر قائم رہتے تو آج یہود

ونصاری ان پر حکومت نہ کرر ہے ہوتے اور نہ ہی مسلمانوں کی عظیم اکثریت ان لوگوں کے سامنے تختہ مشق ستم بنی ہوتی۔ حج اگر چہ خالصتاً عبادات کے مجموعے کا نام ہے اور اسکا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ مخلوق اور دنیا کی ساری محبتیں اور کلفتیں ترک کر کے خالق حقیقی کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوا جائے اور زندگی کی تلخ شاموں اور مسائل کے اندھیروں سے نکل کر نور وسحر کے اجالوں میں چندروز جنت نما وادیوں میں بسر کئے جائیں لیکن اس کیساتھ ساتھ اسلام صرف عبادات یا چند رسومات کا نام نہیں بلکہ یہ صبح قیامت تک قائم ودائم رہنے والا زندہ جاوید دین ومذہب ہے۔ اسی مبارک اجتماع کے ذریعے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ یورپ اور مغرب تک یہ پیغام پہنچائیں کہ دین اسلام اور فرزندان توحید تمہارے لئے مزید چارہ کا کام نہیں دے سکتے۔ ہم تمہارے مظالم اور مسلم کش پالیسیوں سے بیزار ہیں۔ ہمیں ماؤں نے غلامی کیلئے نہیں جنا۔ نا ہم نے کبھی ماضی میں تمہیں غلام بنایا اور ہماری تاریخ بھی ایسی تمام خون آشام داستانوں سے پاک اور مبرا ہے جو فی زمانہ تم رقم کرر ہے ہو۔ اسلام جیو اور جینے دو کی پالیسی پر روز اول ہی سے کاربند چلا آرہا ہے۔ لیکن مغرب اور امریکہ مسلمانوں کے خلاف مظالم کرتے کرتے اب دنیا کی سب سے مقدس ترین اور محبوب ترین ہستی محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین سے بھی باز نہیں آرہے اور مسلسل مختلف منفی کوششوں اور سازشوں کے ذریعے استہزاء، تمسخر اور توہین آمیز کارٹونوں وفلموں کے ذریعے سے مسلمانوں کو اشتعال دلانے سے باز نہیں آرہے۔ عجیب طرفہ تماشہ ہے کہ مسلمانوں کو تخریب کار بھی کہا جارہا ہے اور ان پر مظالم بھی ڈھائے جارہے ہیں۔

حقیقت میں مسلمانوں کی تو ساری زندگی امن وآشتی اور خیر وصلح کی تصویر ہوتی ہے، خود حج کے اجتماع ہی کو لیجئے جس میں صبر، برداشت، اور جنگ وجدل بلکہ ناپسندیدہ باتوں تک سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پرندوں اور جوؤں اور پسوؤں تک کے قتل سے اجتناب کی تلقین کی گئی ہے۔ پھر کس طرح مسلمان دہشت گرد اور ظالم گردانے جاتے ہیں؟ عالم اسلام کے اہم ممالک فلسطین، عراق، افغانستان اور پاکستان میں کچھ عرصہ سے عالمی قوتیں جو کچھ دہشت گردی کے نام پہ کرا رہی ہیں، اس سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں امریکہ اور مغرب کے خلاف انتہائی ناپسندیدہ خیالات اور جذبات میں اضافہ ہورہا ہے۔ ضرورت آج اس امر کی ہے کہ عالم اسلام کے حکمران اور خصوصاً عرب حکمران مسلمانوں کی صحیح رہنمائی اور مغرب تک مسلمانوں کا واضح پیغام پہنچائیں تب ہی یہ عالم اسلام کے صحیح حکمران اور رہنما تصور کئے جائیں گے اور اس حج کے شاندار اجتماع کے فلسفے اور حکمت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مسلمانوں میں خودداری اور عبدیت کے عناصر کو زندہ کرایا جائے اور باقی خداوندان زمانہ کے سامنے سر نہ جھکایا جائے اور جہالت اور شرک وکفر کا جو طاغوتی نظام دنیا نے اپنایا ہوا ہے اس کو اپنے اوپر مسلط نہ کیا جائے بلکہ اسلام کے رخ روشن اور اس کے عالمگیر ابدی قوانین کے زیر اثر زندگی اور معاشرے کو ڈھالا اور اپنایا جائے۔ یہی اصل توحید کا پیغام اور حج کا مقصدِ عظیم ہے۔ خداوند تمام حجاج کرام کا حج مقبول فرمائے اور یہ اجتماع امت مسلمہ میں بیداری اور نشاۃ ثانیہ کا ذریعہ ووسیلہ بنے۔ آمین

لبیك اللهم لبیك لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لك لا شریك لك

وفیات:

ایک مدنی دوست کی المناک جدائی

گزشتہ دنوں ایک نہایت ہی جگر پاش اور اعصاب شکن حادثے نے دل کی دنیا کو ویران اور دماغ کی سلطنت کو تلپٹ و پریشاں کر دیا' دراصل یہ واقعہ کچھ ایسی شدت کا تھا کہ اس کا فوراً ہی یقین کرنا میرے لئے ناممکن تھا۔ یہ وحشت انگیز خبر ہمارے نہایت ہی قیمتی' ہر دلعزیز' جواں سال دوست مولانا قاری محمد صفی اللہ ساکن مدینہ منورہ کی حادثاتی موت کی تھی' جس نے نہ صرف ان کی مادرِ علمی اور ان کی بے مثال مہمان نوازی سے محظوظ ہونے والے ساری دنیا میں پھیلے ہوئے بے شمار علماء و مشائخ اور سینکڑوں جاننے والوں کو نہایت ہی مضمحل وافسردہ کر دیا۔

شہرِ رسول ﷺ مدینۃ المنورہ زادہ اللہ شرفاً جو ہر مسلمان کے دل کی سرزمین پر ہمیشہ قائم و دائم اور جگمگاتا رہتا ہے اس شہر خوباں صد بہتر از خلد بریں اور رشکِ فردوس کی حسین اور مقدس یادیں' صبحیں اور شامیں بھلا کون بھول سکتا ہے؟ پھر ایسے بہترین شہر میں قدرت نے حضرت مولانا محمد صفی اللہ کو عشاقانِ رسول ﷺ کا بہترین خندہ پیشاں میزبان مہیا فرمایا تھا جو مدینہ طیبہ کی مہمان نوازی کی شاندار روایات کا امین اور حضرت محمد ﷺ کی سنتوں اور خصوصاً سخاوت اور اعلیٰ اخلاق واقدار کی بے مثال صفات سے مزین تھا۔ رمضان اور حج کے موقع پر ہمارے علاوہ بھی دنیا بھر سے آئے ہوئے سینکڑوں مہمانوں کی خدمت میں یہ دیدہ و دل فرش راہ کئے رکھتا۔ ہر مہمان کو مدینہ منورہ کے مقدس مقامات اور پرنُور روادیوں کی زیارتوں سے سرفراز فرماتے۔ ایک مہمان کو اتارنے کے بعد دوسری اور تیسری جگہ مہمانوں کو لانا لے جانا اور ان کی ضیافتیں و دعوتیں کرنا ایک مشکل امر تھا۔ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک مسلسل سڑکوں پر گاڑی چلانا اور بے لوث خدمت کرنا آج کے نفسانفسی اور مادیت کے دَور میں بہت بڑی بات ہے۔ مولانا صفی اللہ حقانی مرحوم نے مدینہ منورہ کی پاکیزہ گلیوں میں بچپن گزارا اور اسی وادی مقدس کے متبرک گرد وغبار میں نشوونما پائی۔ پھر والد حضرت مولانا نصر اللہ ترکستانی و اہل خانہ کے ہمراہ اکوڑہ خٹک تشریف لائے' یہیں پر پلے بڑھے اور پڑھے۔ حفظِ قرآن کی سعادت دار الحفظ سے کی اور اسلامی علوم سے استفادہ دار العلوم حقانیہ سے کیا۔ کچھ عرصہ مختلف درجات میں میرے ہم سبق بھی رہے۔ پھر دار العلوم میں حضرت مولانا عبد القیوم حقانی صاحب مدظلہ کے علمی و تحقیقی سرگرمیوں میں رفیق خاص رہے اور علم و قلم و کتاب سے گہری وابستگی پیدا ہوئی۔ بعد میں اپنے والد مرحوم کے ہمراہ دوبارہ مدینہ منورہ منتقل ہو گئے جس کی تمنا اور آرزو میں وہ عرصہ دراز سے کسی بسمل کی طرح تڑپتے رہتے۔ بالآخر مدینہ منورہ خاندان کے ہمراہ دوبارہ پہونچ گئے اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اسی کوچے کے ہو کر رہ گئے۔ جس کی آرزو میں انہوں نے بچپن ہی سے اپنی

کفار کی خواتین کے لئے رحمت:

کفار سے جنگ ہوتی تو مجاہدین کو حکم دیتے۔

عن عبداللہ بن عمرؓ قال نہی رسول اللہ ﷺ عن قتل النساء و الصبیان (بخاری مسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے جہاد میں کفار کے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

یہود و نصاریٰ کی گستاخیاں اور اسلام کی حقانیت

رحمت دو عالم کی نظر میں کفار کے بچوں اور عورتوں کے قتل کی بھی جب تک وہ جہاد میں عملاً شریک نہ ہوں مارنے سے منع فرمایا۔ اور ان آنکھوں پر تعصب، اسلام دشمنی کی عینک پہننے والوں کو اسلام پھر بھی دہشتگرد مذہب اور مسلمان تخریب کار نظر آتے ہیں۔ جبکہ ان مردودوں کو جہاں مسلمانوں کو خون و آگ کے سیلاب میں اپنی پیاس بجھانے کا شوق پورا کرنا ہو تو ایک مطلوب اور ٹارگٹ کی آڑ میں اپنے ڈرونز کے ذریعے ہزاروں بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کا قتل اپنا حق اور شیر مادر سمجھتے ہیں۔ ان کی اس دوغلاپن کیوجہ سے ان میں جس کے سر میں ذرہ برابر عقل اور شعور ہو مسلمان ہو کر صیہونیوں اور نصرانیوں کی منافقت سے علی الاعلان براءۃ کر لیتا ہے۔ آپ حضرات اخبارات کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ جب بھی یہ بدبخت قرآن و انبیاء کو نیچا دکھانے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں۔ بیشتر یہودیوں اور نصاریٰ میں اسلام کے بارے میں تجسس اور مطالعہ کی چنگاری بھڑک اٹھتی ہے۔ جسکی وجہ سے ہر سال امریکہ، یورپ، فرانس، آسٹریلیا اور دیگر غیر مسلم ملکوں میں ہزاروں غیر مسلم اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو اسلام قبول کر رہے ہیں۔ ملعون پادری کی حیوانہ جسارت کے بعد کل میں نے اخبار میں پڑھا کہ اس واقعہ سے پہلے اگر اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کا شوق انگریزوں کا دس فیصد تھا اب ایک ہفتہ میں یہ تناسب تیس چالیس فیصد تک پہنچا حتیٰ کہ بازاروں میں اسلامی لٹریچر کی شدت سے کمی محسوس ہو رہی ہے۔

غلاموں اور مزدوروں کے لئے رحمت:

یہ حیاباختہ اور مادر پدر آزاد لوگ اپنے زیر نگیں لوگوں سے جو سلوک کرتے ہیں اور رحمۃ للعالمین کی تعلیم کو دیکھئے کہ ایک دفعہ سیدنا ابو مسعود انصاریؓ اپنے ایک غلام کو کسی قصور کی وجہ سے پیٹ رہے تھے اس دوران خاتم الانبیا ﷺ نے یہ کیفیت دیکھی رنجیدہ ہو کر فرمایا ''ابو مسعود اس غلام پر تمھیں جس قدر اختیار ہے اللہ تعالیٰ کو تم پر اس سے زیادہ اختیار ہے۔ امام الانبیا ﷺ جس وقت دنیا سے پردہ فرما رہے تھے نہ مال کی وصیت کی نہ دولت واقتدار کی بلکہ اس وقت بھی اپنے صفتِ رحمت کا مظاہرہ فرمایا کہ

الصلوۃ وما ملکت ایمانکم یعنی نماز موت تک قائم رکھو اور اپنی عورتوں اور غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرو

امن و سلامتی کا علمبردار دین

ان اسلام اور محمد الرسول اللہ ﷺ کے نام سے خوف زدہ ہراس میں مبتلا بے راہ روی کے پرچاروں کو کیا معلوم کہ محبوب ربانی ﷺ جن کے صدقے یہ تمام کائنات وجود میں آئی اس کا دین تو شرم وحیاء، عفت و پاکبازی، امن و سلامتی کا علمبردار ہے۔

آنکھیں شمع فروزاں کی ہوئیں تھیں۔ مجھے دو سال قبل مدینہ منورہ کی زیارت کے موقع پر ایک خواب سنایا کہ کچھ عوارض اور تنگ دستی کی بناء پر مجھے اپنے بڑے بھائی مولانا سعد اللہ حقانی حالاً مقیم اسلامک سنٹر بریڈفورڈ نے کہا کہ تم بھی پیپرز وغیرہ تیار کرلو یہاں انگلینڈ منتقل ہوجاؤ تو سہولت ہوجائے گی' لہٰذا مجبوراً میں نے کاغذات اور جانے کیلئے دیگر دستاویز کی تیاری شروع کردی تو ایک رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی کہ وہ مجھ سے معانقہ فرمارہے ہیں اور کافی محبت وشفقت کے ساتھ گلے سے لگائے رکھا ہے بڑی دیر تک اپنے ہاتھوں کو مجھ سے لپٹائے رکھا۔ صبح میں خوشی خوشی مدینہ منورہ کے ایک بہت بڑے عالم دین اور عابد وزاہد شیخ سے ملنے کے لئے گیا اور ان سے رات کے مقدس خواب کے بارے میں استفسار کیا۔ تو جواب میں انہوں نے بتایا کہ کہیں تم مدینہ منورہ سے نقل مکانی کی سوچ تو نہیں رہے؟ میں نے کہا کہ مجبوراً کچھ عرصہ کے لئے کمزور سا ارادہ تو کرلیا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ تم اب مدینہ منورہ سے کہیں بھی نہیں جاؤ گے کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں یہاں سے جانے سے منع کردیا ہے۔ لہٰذا اس بشارت کے بعد تو میں مرنے تک یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ مولانا صفی اللہ کا یہ خواب کس قدر سچا ثابت ہوا۔ دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر بھر وابستگی رہی اور تو اور یہاں پہنچنے والوں کی کفش برداری اور خدمت گزاری کو اپنا فریضہ بنالیا تھا اور آخر کار ہمارا یہ مدنی دوست اور دائمی میزبان جب اس کی جوانی کا سورج اپنے پورے عروج پر تھا اچانک جمعۃ المبارک کی صبح مسجد قبا میں فجر کی نماز پڑھنے کے بعد سڑک عبور کرتے ہوئے ایک انتہائی برق رفتار موٹر سائیکل سوار کی ٹکر کے باعث گر پڑے اور زخمی ہونے کے بعد کچھ دیر سجدے میں جاکر مسلسل کلمہ شہادت کا ورد کرتے ہوئے اس جہانِ فانی سے خلدِ بریں کی جانب چل پڑے۔ مسجد نبوی میں نماز جمعہ کے لاکھوں کے اجتماع کے موقع پر ان کا نماز جنازہ ادا ہوا اور جنت البقیع میں صحابہ کرامؓ کے احاطہ کے متصل قبر کیلئے جگہ بھی مل گئی۔ ان تمام بابرکت قرائن کو دیکھتے ہوئے اور مولانا مرحوم کی پاکیزہ زندگی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوبے ہوئے جذبے کو دیکھ کر خداوند تعالیٰ سے قوی امکان ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بھی ایسے بلند ومقدس مقامات پر فائز کیا جائیگا۔

مولانا صفی اللہ مرحوم میرے انتہائی محب اور محسن بھی تھے۔ کافی عرصہ قبل انہیں بحرین کے شاہی خاندان کے کسی ذریعے سے مدینہ منورہ کے ایک بہت بڑے شیخ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی مٹی عنایت فرمائی تھی' اس کا مجھ سے ذکر کیا اور پھر میری خواہش پر یہ عظیم ترین ہدیہ ''کیمیائے سعادت'' چپکے سے مجھے بھی عنایت فرمایا۔ جس کی بدولت مجھ جیسے کم بخت اور گناہگار کی قسمت بھی نہ صرف جاگی بلکہ مجھ جیسے فقیر کے کچکول کو بھی کائنات کی ساری دولت وثروت سے بڑھ کر یہ نعمت عظمیٰ نہال و مالا مال کرگئی۔ اس جیسے عظیم دوست ومحسن کے بچھڑنے پر آج نہ صرف دل اور آنکھیں اشکبار ہیں بلکہ شکستہ اور زخمی قلم کی آنکھ سیاہی کی بجائے خون کی برسات کررہا ہے۔

یاایھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ○ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی○

سلسلہ خطبات جمعہ　　شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

عشق نبوی کا مرتبہ و مقام اور توہین رسالت کی سزا

نحمده و نصلی علی رسوله الكريم اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمان الرحيم ۔ وَ مَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّ نَذِيۡرًا وَّ لٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ

(سورة السباء ۲۸)

ترجمہ: اور (اے نبی) ہم نے تمہیں تمام ہی انسانوں کیلئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

دوسرے جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَ مَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ

ترجمہ: اے محمد ﷺ ہم نے جو تم کو بھیجا ہے تو یہ دراصل دنیا والوں کے حق میں ہماری رحمت ہے۔

ایک اور فرمان الٰہی ہے: وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ترجمہ: اور بلند کیا ہم نے ذکر تیرا۔

محترم حاضرین! آج سارے پاکستان بلکہ پورے عالم اسلامی میں خاتم النبیین ﷺ کی حرمت اور شان میں امریکہ کے ایک ریاست میں جس ملعون پادری نے فلم بنا کر توہین رسول ﷺ کی جس جسارت کا مظاہرہ کیا ہے اسکے خلاف اظہار مذمت کے لئے مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے۔

عشق رسول ﷺ اور مسلم رعایا:

پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف نازیبا حرکات کی جرأت عالم کفر حضور ﷺ کے متوالوں کی غیرت اور حمیت اسلامی کی ٹسٹ کیلئے وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں۔ مسلم امۃ کی رعایہ اور باشندے تو بحمد اللہ جتنا ان کے بس میں ہوتا ہے جلوسوں، مظاہروں اور بیانات کی حد تک حضور ﷺ سے عشق اور آنحضرت ﷺ والہانہ عقیدت کے لئے تن من دھن کی قربانی کیلئے کفن باندھ کر نکلتے ہیں مگر بدقسمتی سے ستاون مسلم ملکوں کے حکمران عالم کفر کے آلہ کار اپنے مفادات اور اقتدار کے بقاء کیلئے ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ وہ مسلمان اور اسلام کے مدعی ہو کر بھی ایک دوسرے کو ذلیل وخوار اور نیچا دکھانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ حالانکہ مسلمان کی دنیا میں افرادی قوت قریباً دو ارب کے قریب ہے۔ پیٹرول، سونے اور گیس کے ذخائر اور سب سے بڑھ کر جذبہ ایمانی کا ہتھیار وہ زیور ان کے پاس ہے کہ اگر مسلم حکمرانوں کو اقتدار کی ہوس، ڈالروں اور سٹرلنگ پونڈ کی محبت نہ ہوتی اور اپنے رعایا کے ساتھ مل کر گستاخ رسول کو منہ توڑ جواب اور عالم کفر کی داشتہ اقوام متحدہ کو متحد ہو کر ان کے آنکھوں میں آنکھ ڈالتے تو دنیا میں کسی مائی کی لعل کو رحمۃ للعالمین اور اسلام کے شان میں خرافات کی جرأت نہ ہوتی۔ مسلمان حاکموں کی دینی بے غیرتی اور لاپرواہی کیوجہ سے ٹیری جونز کی طرح فاتر العقل مردود شخص کبھی قرآن اور کبھی شان رسول ﷺ کی عظمت اور تقدس کو داغدار کرنے کیلئے جھوٹ اور

خرافات پر مبنی خاکے، ڈرامے اور فلم بنا کر مسلم دنیا کے ایمان پر گویا ایک ایسا ڈرون حملہ کر دیتا ہے جس سے دوارب مسلمانوں کو بے چین کر دیتا ہے۔

تمام انبیاء کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ

محترم دوستو! تمام دنیا کے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آدم علیہ السلام سے محمد رسول ﷺ تک تمام انبیاء واجب الاحترام ہر مسلمان (نعوذ باللہ) ہر نبی کے توہین پر اتنا دل گرفتہ اور آزردہ ہوتا ہے جتنا کہ آقائے نامدار ﷺ کے (نعوذ باللہ) اھانت پر غم سے نڈھال ہوتا ہے۔ مسلمان کبھی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اللہ کے کسی رسول کی بے عزتی کرے بلکہ مسلمان تمام انبیاء کے عزت و احترام کو اپنے ایمان کا لازمی جز وسمجھتا ہے۔ ماسوائے چند بے دین اور دہری لوگوں کے دنیا کے تمام اقوام اس پر متفق ہیں کہ اس سارے کارخانہ عالم بنانے اور چلانے والا ایک ذات ہے۔ جو اللہ وحدہ لاشریک ہے اور اس دنیا کا حقیقی حاکم و بادشاہ ہے۔ دنیا کے حاکم کے بھی کچھ لوگ وفادار اور بعض غدار ہوتے ہیں اسی طرح سارے عالم کے ایک بادشاہ یعنی خدا کے جو لوگ وفادار ہیں وہ مومن کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور جو باغی ہیں ان کو کافر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ انبیاء علیھم السلام اس حقیقی بادشاہ جو ذوالجلال والاکرام ہے کی وفادار رعایا کی جان و مال اور عزت و ابرو کے محافظ ہوتے ہیں اور اسکے ساتھ ساتھ مخالفین جو حقیقی بادشاہ مالک الملک کی مخالفت کریں انہیں تبلیغ کر کے سیدھے راہ اور بادشاہی قانون پر عمل کرنے کی کوشش کرنا ان کا فرض ہوتا ہے یہ فریضہ تمام انبیاء کا ہوتا ہے جسے انہوں نے اعلیٰ ترین طریقے سے ادا کیا۔ اب ہر نبی کے ماننے والے پر لازم ہے کہ ہر پیغمبر کو احترام وعزت کی حیثیت سے تسلیم کرے۔

رحمۃ للعالمین کا لقب:

اور پھر جس رحمۃ للعالمین کے ہم امتی ہیں۔ مالک الملک نے اسکے بارے میں فرمادیا: وما ارسلنٰك الا رحمة للعالمین یعنی آپ کو سارے جہاں والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔ یہ نہیں کہا گیا کہ صرف رحمۃللمسلمین ہیں معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ ہر فرد و بشر کیلئے رحمت بن کر اس دنیا میں تشریف لائے۔ قیامت کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے امام اور وہ ان کے پیچھے اقتداء کرنے والے ہونگے۔

مقام محمود اور شفاعت:

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

عن ابی ابن کعب عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اذا کان یوم القیامة کنت امام النبیین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم غیر فخر (رواہ الترمذی)

حضرت ابی ابن کعب آنحضرت ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو میں مقام محمود میں کھڑا ہونگا اور تمام انبیاء کا امام و پیشوا بنوں گا (جب کسی میں بھی بولنے کی طاقت نہ ہوگی) میں ان کی ترجمانی کرونگا۔ اور سب کی شفاعت اور سفارش کرونگا۔ اور میں یہ بات از راہ فخر نہیں کہتا۔

ان کی آمد کی ایک قوم قبیلہ یا علاقہ کے لئے نہ تھی بلکہ قیامت تک آنے والے انسانیت کی دین وایمان کی حفاظت کیلئے رحمت کا باعث اور اخلاق حسنہ کی تکمیل کیلئے تھی۔ جہاں ان کے مدنظر مسلمانوں کو بہترین اخلاق پر عادی کرنا تھا وہاں غیر مسلمون کیلئے بھی رحمت وشفقت کا ذریعہ بن کر برے اعمال اور اسکے بدلے جہنم سے ان کو بچا کر بہترین اخلاق سکھانا تھا۔

مکارم اخلاق کی تکمیل:

رہبر کامل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اللہ بعثنی لتمام مکارم الاخلاق و کمال محاسن الاعمال (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا اللہ نے مجھے اسلئے بھیجا کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کروں اور اچھے کاموں کو پورا کروں۔

نیز ان کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ غیر مسلم کو بھی جیسے بھی ہو جہنم کے آگ سے بچایا جائے۔ ایسے واقعات کئی خطبات سے دوران آپ کو سنا چکا ہوں۔

زمین وآسمان میں سب سے افضل:

حضرت ابن عباسؓ نے دیگر انبیاء اور آسمان والوں پر آنحضرت کی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

عن ابن عباسؓ قال ان اللہ فضل محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی اھل السماء فقالو یا ابن عباس بم فضلہ اللہ علی اھل السماء قال ان اللہ تعالیٰ لاھل السماء ومن یقل منھم انی الہ من دونہ فذالک نجزیہ جھنم کذالک نجزی الظالمین۔ وقال اللہ تعالیٰ لمحمد صلی اللہ علی وآلہ وسلم انا فتحنالک فتحاً مبینا لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر قالو وما فضلہ علی الانبیاء قال قال اللہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الابلسان قومہ لیبین لھم فیضل اللہ من یشاء الخ قال اللہ تعالیٰ لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وما ارسلناک الا کافہ للناس فارسلہ الی الجن والانس (رواہ الدارمی)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو تمام انبیاء اور اہل آسمان پر فضیلت عطا فرمائی اہل مجلس نے ابن عباس سے پوچھا اے ابن عباس اہل آسمان پر آنحضرت کو اللہ نے کس طور پر فضیلت دی ابن عباس نے کہا اللہ نے آسمان پر رہنے والے یعنی فرشتوں سے یوں خطاب فرمایا۔ جو یہ کہے کہ خدا کے سوا میں معبود ہوں تو ہم اسکو جہنم کی سزا دیں گے اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں اور حضرت محمد ﷺ کو اللہ نے یہ فرمایا کہ (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہارے لئے عظمتوں اور برکتوں کے دروازے پوری طرح کھول دیئے ہیں (جیسا کہ فتح مکہ ہوا) اور یہ بھی اسلئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں۔

جس کا داعی غیر مسلموں کو بھی بد دعا نہیں دیتے۔

غیر مسلموں کے لئے رحمت:

عن ابی هریره رضی الله عنه قال قیل یارسول الله ادع علی المشرکین قال انی لم ابعث لعانا وانما بعثت رحمة (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کر رہے ہیں کہ جب آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ دشمنوں (کافروں) کے حق میں بد دعا کریں تا کہ وہ ہلاک ہو جائیں اور ان کی جڑیں ختم ہو جائیں تو فرمایا مجھے (اللہ کی طرف سے) لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ مجھ کو تو رحمت بنا کر بھیجا گیا اس نبی جسکو اللہ تعالیٰ نے رؤف رحیم کے لقب سے نوازا کی تعلیمات میں کافر معاھد کے قتل سے بھی مسلمانوں کو منع کر کے اس کے بدلے مسلمان قاتل سے قصاص لینے کا حکم دیا۔

عن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من قتل معاهد لم یرح رائحة الجنة وان ریحها توجد من مسیرة اربعین خریفا (رواه بخاری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص عہد دینے والے (کافر) کو قتل کرے گا وہ جنت کی بو نہیں پائے گا۔ حالانکہ جنت کی بو چالیس برس کی مسافت سے محسوس ہوتی ہے حتیٰ کہ دشمن (کافروں) کے مزدوروں کو بھی قتل کرنے سے منع فرمایا۔

اس امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا اور نہ کبھی کسی کو مارا۔

پیغمبر اسلامؐ اپنی ذات کے لئے:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے: ماانتقم رسول الله ﷺ لنفس شئی قط الا ان ینتهك فی حرمة الله فینتقم الله (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کیلئے کبھی کسی بات کا انتقام نہیں لیتے تھے البتہ اگر کوئی ایسی بات ہوتی جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ تو پھر اللہ کے حکم کے پیش نظر اسکو سزا دیتے تھے۔

محترم دوستو انسان تو انسان جانوروں کے بارے میں بھی ان سے شفقت اور مہربانی سے پیش آنے کی تلقین کی۔

جانوروں کے لئے رحمت:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذا سافرتم فی الخصب فاعطو الابل حقها من الارض واذا سافرتم فی السنة۔ فاسرعوا علیها (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ حضور ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب تم ارزانی یعنی گھاس کی فراوانی کے زمانے میں اونٹوں پر سفر کرو تو ان اونٹوں کا ان کا زمین سے کھانے کا حق دو (یعنی ان کو

لوگوں نے عرض کیا اچھا فرمائیے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء پر آنحضرت ﷺ کو کس طور سے فضیلت دی ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء کی بابت اسطرح فرمایا ''ہم نے ہر نبی کو اسکی قوم کی لغت یعنی زبان کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ قوم کے سامنے خدا کے قوانین اور احکام بیان کرے اور اللہ جسکو چاہے گمراہ کرتا ہے جسکو چاہے ہدایت دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں فرمایا۔ اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو تمام لوگوں کیلئے رسول بنا کر بھیجا پس آپ کو اللہ تعالیٰ نے جن و انس دونوں کا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔

بعثت نبوی کا مرتبہ و مقام:

اس آخری آیت کریمہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور نبوت کسی مخصوص علاقہ، انسانوں کے خاص طبقات کے لئے نہیں بلکہ آپ کو مبعوث کرنے کا مقصد تمام نوع انسانی کو راہ راست پر لانا تھا۔ حدیث کے خلاصہ سے معلوم ہوا کہ دیگر انبیاء اور فرشتوں پر آنحضرت کی فضیلت و عظمت زیادہ ہے وہ اس طرح کہ اللہ جل جلالہ کے اس فرمان میں نہ صرف نہایت سخت انداز اور رعب کا اظہار فرمایا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ سخت عذاب کی وعید بھی سنادی گئی اور جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب سے نوازا گیا تو انتہائی مہربانی کرم اور شفقت و رأفت کا انداز اپنایا گیا اسکا اندازہ آپ حضرات نے ان دونوں آیات کے ترجمے سن کر لگایا ہوگا۔ اسکے علاوہ رب کائنات نے محبوب خدا ﷺ کو رحمت کے نبی کے لقب سے نواز کر فرمایا و ما ارسلناك الا رحمة للعالمين ۔ ہم نے آپ کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

رحمت عالم کا بچوں سے شفقت و محبت

محترم حاضرین! حضور اکرم ﷺ نہ صرف انسانوں اور بڑوں کیلئے رحمت اور ان پر مہربان تھے۔ بلکہ چھوٹے بچوں سے اس حد تک پیار کرتے کہ اپنے غلام زادہ حضرت اسامہؓ کی ناک کو صاف کرنے کی ڈیوٹی بھی خود سرانجام دیتے۔ دشمن اور دوست کی بھی اس کے دل میں کوئی تمیز نہ تھی۔ جب بچے حضور ﷺ کو دیکھتے تو ہر ایک آنحضرت ﷺ کی گود کی طرف لپکتا اور حضور ﷺ ان کو اٹھاتے اور ان سے پیار کرتے۔ جو میٹھی چیز میسر ہوتی بچوں کو کھلاتے ایک طرف جھولی میں اگر نواسۂ رسول حضرت حسنؓ یا حسینؓ ہوتے تو دوسرے ران پر اپنے غلام جسکو متبنیٰ کی حیثیت سے پالا تھا کے بیٹے اسامہ کو بٹھائے رکھتے۔ ایک دفعہ راستے میں تشریف لیجاتے ہوئے ایک بچہ کو دیکھا جو اکیلئے پریشان اور رونے کی کیفیت اس پر طاری تھی۔ حضرت ﷺ نے پوچھا بیٹے کیا وجہ ہے اور بچے کھیل کود میں مصروف اور تم اکیلئے مغموم بیٹھے ہو بچے نے کہا میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور والدہ نے دوسری شادی کر لی۔ میرا کوئی سرپرست اور تربیت کنندہ نہیں۔ سراپائے رحمت دو عالم نے فرمایا کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ محمد ﷺ تمہارے باپ ہوں۔ حضرت عائشہؓ جو حضور کی پسندیدہ بیوی تھی تمہاری ماں ہو۔ اور جنت میں داخل ہونے والی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہؓ تمہاری بہن ہو۔ بچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور تسلی سے بھرپور کلام کو سن کر خوش ہوا اور آقائے تاجدار ﷺ نے اسے اپنے آغوش رحمت میں لے لیا۔

چارہ وغیرہ کھانے کا موقع دو۔

سفر کے دوران ان کو روک کر وقفہ وقفہ سے گھاس کھانے کا موقع دو تا کہ وہ بھوکے پیاسے سفر کی مشقت سے محفوظ رہیں) اور جب تم قحط کے زمانے میں سفر کرو تو ان پر جلدی سفر کرو (یعنی سفر کے دوران راستہ میں تاخیر نہ کرو تا کہ یہ حیوان سفر کے دران اپنا خوراک نہ ملنے کیوجہ سے کمزوری میں مبتلا ہونے سے پہلے تمکو منزل مقصود پر پہنچادیں۔

حیا عفت و پاک دامنی:

جتنی شرم وحیا ایک باحیا دوشیزہ، کنواری لڑکی میں ہوتی ہے اس سے بڑھ آنخضرت ﷺ حیا، عفت اور پاک دامنی کا مجسمہ تھے۔ زمین پر چلتے ہوئے ایسا انداز ہوتا ہے کہ قل للمومنین یغضو من ابصارھم کا مجسمہ تھے۔

عن ابی سعید الخدری قال کان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اشد حیاء من العذراء فی خدرھا فا ذا رأی شیا یکرھہ عرفناہ فی وجھہ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ حضور ﷺ سے روایت کہ آپ پردہ میں رہنے والی کنواری سے بھی زیادہ باحیا تھے جب کوئی خلاف مزاج وطبیعت، غیر پسندیدہ یا غیر شرعی معاملہ پیش آتا تو ہم آنخضرت ﷺ کے چہرہ مبارک سے ناگواری محسوس کرتے۔

حیاء اسلام اور ایمان کی حصہ:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس دور میں پیدا ہوئے۔ تہذیبی اقدار کا نام ونشان نہ تھا۔ اخلاقی نظام اور اسکی اقدار کو کوئی پہچانتا نہیں تھا آج کل کے مغربی اور غیر مسلم معاشرہ کی طرح ننگا ہونا اور ایک ساتھ نہانا فیشن بن گیا تھا۔ مرد عورتوں کا ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرنا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ حضور ﷺ نے مبعوث ہو کر اسکی سخت ممانعت کی آپ نے فرمایا ''حیا اخلاق میں سے ہے الحیاء لایاتی الا بخیر حیاء سے صرف نیکی اور بھلائی آتی ہے حیاء اسلام کا وصف مخصوص ہے جب شرم وحیا ختم ہو پھر جو مرضی میں آئے کرو اذا لم یستحیی فاصنع ماشئت نیز آپ ﷺ نے فرمایا لکل دین خلق و خلق الاسلام الحیاء

گستاخ رسول کی سزا:

معزز حاضرین۔ جو مذہب حیاء اور عفت پر اتنا زور دے اور شرم وحیاء پر زور دینے والا پیغمبر محمد ﷺ خود بھی ان صفات کا نمونہ ہو، اسکے بارہ میں مردود زمانہ ٹیری جونز اور رشدی جیسے حواس باختہ اور فکری انتشار کے حامل افراد اور ان کے سرپرست اگر خرافات اور جھوٹ پر مبنی روایات واسرائیلیات کا سہارا لے کر ان کی عزت وحرمت کو کم کرنے کی ناکام کوشش کریں تو یہ ان کی اسلام دشمنی اور پاگل پن کا ثبوت ہے جسکی اسلام نے گستاخ رسول کی سزا اللہ نے قتل مقرر فرمائی۔

سلطان نورالدین زنگیؒ کے خواب میں سرکار دو عالم کی زیارت اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے پیچھے دو کتے لگنے کا ذکر فرمانا گزشتہ جمعہ کے خطبے میں آپ سن چکے ہیں، جب دو سازشی راہب کی شکل میں پکڑے گئے تو ان کا علما کے کونسل نے اس فرمان الٰہی کی روشنی میں فیصلہ کیا۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَ هَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَ هُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ

ترجمہ: ''خبردار تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ دیا۔اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالنے کا ارادہ کیا اور انہوں نے پہلے تم سے عہد شکنی کی کیا تم ان سے ڈرتے ہو۔اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تم ان سے ڈرو۔اگر تم ایماندار ہو۔ان سے لڑو تا کہ اللہ انہیں تمہارے ہاتھوں سے عذاب دے اور ان کو ذلیل کردے اور تمہیں ان پر غلبہ دے اور مسلمانوں کے دلوں کو ٹھنڈا کردے۔''

مسلمانوں پر اللہ جل جلالہ کے بے انتہا احسانات ہیں سب سے عظیم نعمت اسلام کی ہے اور یہ ایمان جس ذات کے صدقے ملی وہ امام الانبیاء فخر الرسل، خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔اللہ کی ذات کو ہم نے ان کے ذریعہ پہچانا۔رب کی عبادت کا طریقہ اس نے سکھایا۔پاکیزہ زندگی گزارنے کے طور طریقے آنحضرت کے ذریعہ معلوم ہوئے۔ہدایت اور کامیابی کے راز اسکے ذریعہ معلوم ہوئے اخلاق حسنہ خصوصاً حیاء اور پاک دامنی کے حصول کے ذریعے اس مقدس ہستی نے بتلائے اس لئے مسلمان اسوقت تک کامل مسلمان نہیں بن سکتا جب تک حضور کے اس ارشاد کا مصداق نہ بنے۔

عن انس رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انسان اسوقت تک مسلمان نہیں بن سکتا جب تک وہ آنحضرت سے محبت اپنے ماں باپ اولاد اور تمام مخلوقات سے بڑھ کر نہ کرے''

محترم حاضرین! ہمیں کفار کی اسلام دشمنی، رسالت ﷺ کی بے حرمتی سے خوف زدہ ہونے کی بجائے عشق رسول ﷺ میں مزید شدت پیدا کر کے ان کے تعلیمات پر عمل سے اسے عام کرنا چاہیے اور اسکے ساتھ مدلل انداز میں کفار و اغیار کے اعتراضات کا جواب دے کر منہ توڑ جواب دیا جائے۔ان بدبختوں کی بے حرمتی سے سردار دو عالم ﷺ کی شان میں کوئی کمی نہیں آئی جس کی شان اللہ تعالیٰ ورفعنا لك ذكرك کے مطابق بلند کرے تمام دنیا ملکر بھی اس کی عزت اہمت کو کم نہیں کرسکتی۔انشاء اللہ نماز جمعہ کے بعد تمام حضرات دارالعلوم حقانیہ سے شروع ہونے والے جلوس میں وقار، متانت، سکون اور پرامن انداز میں شامل ہو کر آنحضرت ﷺ سے محبت کا اظہار کریں۔بسوں، گاڑیوں، نجی و سرکاری املاک کو توڑنے سے احتراز کریں۔یہ پاکستانی قوم کے اثاثہ جات ہیں۔انسانی جانوں کا ضیاع، اپنے املاک کی تباہی میری جونز اور اسکے سرپرستوں کا ایجنڈا ہے اگر ہم ایسا کریں گے تو اسپر دشمن خوشی کی بغلیں بجا کر ہماری تباہی و بربادی پر مزید جشن منائیں گے۔انسانی حقوق کے نام نہاد علمبردار این جی اوز اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل اگر تحفظ مذاہب کا قانون بوجوہ نہیں بنا سکتے تو اخلاقی جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہوئے تحفظ یہودیت کے قانون کو بھی ختم کردیں۔رب کائنات آقائے دوجہاں کے محبت اور حرمت کے صدقے ہم سب کو حقیقی مسلمان بننے کی توفیق دے۔

قسط (۱۳)

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی
استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۵۵ء

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب، اہل محلہ و گردو پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپ کی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ جب ان ڈ[ائری]وں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جا بجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ ضروری سمجھا گیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں.................. (مرتب)

۱۸ ستمبر:

دارالعلوم کے سالانہ اجلاس کا انعقاد = فلاسفہ کی دقیقہ سنجیاں:

دارالعلوم حقانیہ کا سالانہ اجلاس ۱۸ ستمبر کو منعقد ہو رہا ہے، جس کیلئے تیاریاں شروع ہیں۔ آج صدرا میں اثبات الھیولی کی بحث شروع ہوگی۔ ابھی تک جزء لا یتجزی کے ابطال میں سال بسر ہوا۔ ہمارے فلاسفہ اور حکماء یونان نے ان دقیقہ سنجیوں میں کیا دیکھا ہے، بظاہر تو نہ دین کا فائدہ نہ دنیا کا۔ آج کے سبق کا تو مطالعہ بھی نہیں ہوا۔ (۱۰ ستمبر ۵۵ء)

خطبات مدراس کا ملنا اور جماعت اسلامی کے تعاقب میں خواجہ عبدالمالک صدیقی کے خط کا چھپنا:

قاری سعید الرحمٰن صاحب نے خطبات مدراس کا نیا ایڈیشن جو انہوں نے دیوبند میں خریدا ہے، عنایت فرمایا۔ حضرت قبلہ خواجہ عبدالمالک صدیقی سجادہ نشین نے صدر المدرسین مولانا عبدالغفور سواتی کے نام ایک خط جماعت اسلامی کے متعلق بھیجا

تھا جسے میں نے ''نوائے پاکستان'' کو اشاعت کیلئے بھیجا تھا۔ آج حضرت کے خط سے معلوم ہوا کہ محرم کی اشاعت میں چھپ گیا ہے۔ نوائے پاکستان کے آفس لاہور کو وی پی بھیج دینے کا لکھ دیا۔ رات گئے تک ''دیار عرب'' کا مطالعہ کرتا رہا۔

میری فرمائش پر الفرقان کا اداریہ درباره جماعت اسلامی ''نوائے پاکستان'' کے سرورق پر شائع ہونا:

صبح کاذب کے وقت نزلہ وزکام ہوا۔ سارادن تکلیف میں رہا۔ لیکن اسباق ناغہ نہیں ہوئے۔ ''دیار عرب'' کا مطالعہ ختم کیا۔ ہر شخص اپنے خیال کے مطابق تبصرہ کرسکتا ہے۔ وللناس فیما یعشقون مذاهب.

آج کل تو تحریری فتنہ برپا ہے' ہر شخص کا مذاق و مسلک' مشرب نظر وفکر مختلف ہے' نوائے پاکستان کا نیا تبلیغی ایڈیشن ملا بندہ کے فرمائش پر مدیر نے الفرقان کا اداریہ دربارۂ جماعت اسلامی صفحہ اول پر شائع فرمادیا ہے۔

دین کی خدمت اور حضرت لاہوریؒ کی فرمائش پر خدام الدین کے پرچوں کی فروخت:

ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے تازہ پرچے ملے' حضرت مولانا احمد علی لاہوری کی فرمائش پر ۱۰ عدد پرچوں کو یہاں (دارالعلوم) میں ان کیلئے فروخت کرتا ہوں۔ مقصد دین کی خدمت واشاعت ہے۔ جس طرح سے بھی ممکن ہو

شرح عقائد میں رؤیت خداوندی کے مبحث میں انشراح خاطر نہ ہونا:

شرح عقائد میں آج کل رؤیت خداوندی مسئلہ زیر بحث ہے' درس میں آج عقلی دلیل کا بیان ہوا' کچھ مقام کی پیچیدگی اور کچھ نزلہ سے طبیعت کی خرابی کی وجہ سے سمجھنے میں انشراح خاطر نہ ہوسکا۔ شاید مطالعہ میں حل ہوجائے۔

رب اشرح لی صدری ویسرلی امری (الایة) وھیّ ء لنامن امرنا رشداً (الایة)

امتحانات کی تیاریاں: آج طبیعت کو کچھ افاقہ ہوا ہے کوئی خاص واقعہ لکھنے کا نہیں۔ رات کا وقت ہے' بیٹھک میں مطالعہ کررہا ہوں' مسجد میں رات گئے تک تکرار کا شوروغوغا ہے' امتحانات کی تیاریاں ہیں شاید امتحان میں دارالعلوم کے مجلس شوریٰ کے اجلاس کی وجہ سے تاخیر ہو۔ (۱۲رستمبر ۵۵ء)

قلم میں ادیبوں کی آب وتاب نہیں پھر بھی کوشش: صبح کی تنہائی ہے' لطیف ہوا چل رہی ہے ہر طرف سنسان خاموشی' عزلت نشینی اور خلوت پسندی کا لطف جو میخانوں کے مکینوں کو کہاں؟

عالم تصور میں خود ہی مجلس جمالی۔ مقصود تو لطف اندوزی ہے دیر میں ہو خواہ حرم میں منتہائے خیال تو حبیب ہی ہوگا چاہے میخانہ میں سجدہ کیا جائے یا مسجد و حرم میں

مقصود ماز دیر وحرم جز حبیب نیست ہر جا کنیم سجدہ بداں آستاں رسد

تو کوئی بری بات نہیں ہے اگر خلوت کدہ سے میکدہ بنالیا جائے اور جام وسبو کی لذتیں داستانہائے پارینہ کے پھٹے پرانے اوراق ہی سے حاصل ہوں تو سودا مہنگا نہیں۔

رند جو ظرف اٹھالیں وہی ساغر بن جائے بیٹھ کے پی لیں جہاں وہی مے خانہ بنے (۲ستمبر ۵۴)

سوانح قاسمی جیسے قدسی صفات بزرگوں کے پڑھنے سے تشنگی بڑھتی ہے:

داہنے طرف میز پر سوانح قاسمی جلد اول مصنفہ گیلانی مدظلہ کا نسخہ ہے دیر تک قلب ونظر کی لذت سے شاد کام ہوتا رہا' اللہ جانے ان قدسی صفات بزرگوں کی داستانوں میں کیا خوبی ہے کہ تشنگی پڑھنے سے اور بھی بڑھ ہو جاتی ہے' کتاب کا مطالعہ رمضان میں کیا تھا۔ آخری معدودے چند صفحات رہ گئے تھے' اس کا مطالعہ کرتا رہا۔

آبائی بارانی زمین میں ہل کا چلانا: صحرائے اکوڑہ خٹک کی ہماری موروثی آبائی بارانی زمین کو ہموار کرنے کے لئے ہل چلایا گیا' مصری بانڈہ (گاؤں) سے ۸ جوڑے بیل لائے گئے تھے' بندہ بھی گیا۔ راستہ میں واپسی پر قدرے بارش ہوئی' جس سے موسم میں خاصا فرق آیا۔ سرگودھا الحاج بشیر احمد نیو پنجاب سوپ فیکٹری والے حج سے واپس آ رہے ہیں' ملک کرم الٰہی کل ان کے خیر مقدم کے لئے جائیں گے۔ شاید مجلس منتظمہ کے فیصلہ کے مطابق میں بھی چلا جاؤں۔

حاجی محمد بشیر صاحب کی حج سے واپسی پر خیر مقدم کے لئے سرگودھا کا سفر:

شام کو چناب ایکسپریس کے ذریعہ ملک کرم الٰہی کی معیت میں سرگودھا روانہ ہوا' راستہ میں راولپنڈی تک چند فوجیوں نے شور وغل برپا رکھا تھا' مطالعہ کے لئے مولانا حفظ الرحمان کا قصص القرآن ساتھ لے گیا تھا' اسے پڑھنا شروع کیا تھا کہ فوجیوں نے شور مچا دیا۔ وہ لوگ گاتے تھے' اور پھر مذاق میں بات ہاتھا پائی تک پہنچ جاتی' پہلے تو یہ شور ناگوار گزرا لیکن پھر ہمیں بھی ہمہ تن گوش ہو کر شریک ہونا ہی پڑا۔ مقصد تو سفر کو مشغولیت سے کاٹنا تھا عموماً رات کو گاڑی میں نیند سے محروم ہونا پڑتا ہے' راولپنڈی تک کا سفر تو لمحوں میں کٹ گیا' صبح نو بجے کے قریب سرگودھا پہنچ گئے' اسٹیشن پر اترے تو گاڑی سے حاجی پشم گل پشاور والے بھی اترے' ہمیں لینے کیلئے ایک آدمی سٹیشن پر تانگہ لئے ہوئے آیا تھا۔ وہ ہمیں بلاک نمبر ۱۰ پر سعید صاحب کے مکان پر لے گئے جہاں چائے ناشتہ وغیرہ تناول کیا پھر ڈیڑھ گھنٹہ تک سعید صاحب اور دیگر مہمانوں کے ساتھ نشست رہی۔ پھر حاجی پشم گل صاحب کی معیت میں بازار کی سیر کی پھر انصاف سوپ فیکٹری دیکھنے گئے۔

شام کو حاجی محمد بشیر صاحب حج سے واپس ہو کر سرگودھا اسٹیشن پہنچے۔ ہجوم بہت تھا' یہاں ان سے ملاقات ہوئی۔

مولانا شفیع سرگودھوی صاحب سے ملاقات' شیخ الحدیثؒ اور مولانا سمیع الحق صاحب کے بارے میں انکے تاثرات:

صبح سرگودھا شہر کا مختصر دورہ کیا' پھر جامع مسجد دیکھنے گئے۔ مولانا مفتی محمد شفیع مہتمم مدرسہ سراج العلوم سے اتفاقاً ملاقات ہوئی' جو اس مسجد کے خطیب ہیں' تعارف کے بعد انہوں نے خوب خاطر تواضع کی۔ احقر کے نام کے بارے میں کہا کہ خدا اسم بامسمیٰ کرے پھر فرمایا کہ اسم بامسمیٰ تو آپ کے والد ماجد ہیں انہوں نے صحیح معنوں میں عبدیت کا مقام پہچانا ان کی زندگی ہم سب کیلئے نمونہ عمل ہے۔ پھر میرے زیر تعلیم کتابوں کے بارے میں پوچھا میں نے تفصیل بتا دی تو فرمایا کہ عادات واطوار تو اس کے (میری طرف اشارہ تھا) بھی والد ماجد کی طرح اچھے ہیں' ان شاء اللہ (خداوند کریم بزرگوں کے حسن ظن کا پورا مصداق بنادے' ورنہ میں نالائق کیا اور اچھائی کیا۔ سمیع الحق) پھر میں مولانا صاحب سے مدرسہ کے

حالات پوچھتا رہا۔ مولانا شمس الحق افغانی کے متعلق انہوں نے فرمایا کہ وہ دو مہینوں سے کسی عذر کی وجہ سے گئے ہیں' عنقریب جلد واپس آ جائیں گے' یہاں گرمی زیادہ نہیں' اس کے بعد ہم نے رخصت لی اور نیو پنجاب سوپ فیکٹری آئے یہاں کا معائنہ کرنے کے بعد وہیں بیٹھ گئے' مجلس میں بعض افراد کا رجحان جماعت اسلامی کی طرف تھا' ایک صاحب کے ہاتھ میں ایشیاء اور المنبر کے پرچے تھے' میری خواہش پر انہوں نے یہ پرچے مجھے دیئے۔ نماز جمعہ کا وقت قریب تھا' اسلئے سعید صاحب کے مکان پر جا کر غسل کیا اور کپڑے پہنے پھر مفتی شفیع صاحب کی مسجد کو نماز پڑھنے کیلئے گئے۔ ہم اپنے خیال کے مطابق جلد گئے' لیکن ہم سے پہلے مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی' مفتی صاحب منکرین حدیث کے رد میں بیان فرما رہے تھے' تقریر سنجیدہ عام فہم اور پرذوق تھی' سب لوگ ہمہ تن گوش تھے' ۲ بجے نماز سے فارغ ہوئے' سعید صاحب کے ہاں کھانا کھایا اس موقع پر مہمانوں کی کافی تعداد تھی' شام کو ہم نے رخصت لی سعید صاحب نے حج کے تحائف سے نوازا۔ ساری رات سفر میں گزری (جمعہ ۱۶ ستمبر ۵۵ء)

راولپنڈی میں علماء سے ملاقاتیں اور مدارس کا دیکھنا:

صبح ۵ بجے راولپنڈی اترے' اس لئے کہ یہاں ملک صاحب کے کچھ کاروباری کام تھے۔ یہاں قاری محمد امین صاحب کے ہاں جامعہ عثمانیہ ورکشاپی محلہ جانا ہوا' ان سے مختلف موضوعات پر ۲ گھنٹے تک گفتگو رہی۔ صبح کی چائے بھی ان کے ہاں پی۔ مولانا غلام اللہ خان کے دارالعلوم تعلیم القرآن بھی دیکھنے کا موقع ملا۔ جہاں ۳۰۔۴۰ طلباء تھے راولپنڈی کی جامع مسجد دیکھنے کی خواہش تھی' جہاں عارف اللہ شاہ صاحب خطیب ہیں اور اس مسجد میں انہوں نے مدرسہ بھی قائم کیا ہے' ہمارے مولانا عبدالحئی صاحب سابق مدرس حقانیہ اس مدرسہ کے صدر مدرس ہیں' شاہ صاحب تعارف کے بعد بہت محبت سے ملے دیر تک دارالعلوم کے حالات اور نصاب تعلیم پر گفتگو کرتے رہے پھر خالی ڈاک کے لفافہ پر اپنا پتہ لکھ کر دیا کہ مجھے نصاب تعلیم بھیج دو' اس کے بعد وہاں سے رخصت لی' نہایت محبت سے رخصت کیا۔ ظہر کے بعد لاری (بس) سے واپسی ہوئی۔ ۲ بجے اکوڑہ خٹک پہنچے۔ رات کو کچھ ضروری کام سے جہانگیرہ جانا ہوا۔ (۱۷ ستمبر ۵۵ء)

مطالعہ سے متعلق مولانا سمیع الحق کو مولانا سید گل بادشاہ کی ہدایات:

جمعیۃ علماء اسلام کے صدر مولانا سید گل بادشاہ صاحب طورو تشریف لائے انہوں نے موجودہ نصاب تعلیم کی بعض خرابیوں پر مختلف طلبا سے گفتگو فرمائی اور اس حوالہ سے کچھ ہدایات وغیرہ بھی دیتے رہے' واپسی کے وقت انہوں نے مجھے کہا کہ آپ کیلئے خاص ہدایات یہ ہیں کہ ہمیشہ اخبار کا مطالعہ کیا کریں' علم کلام کے لئے حضرت نانوتوی کا ''آب حیات'' اور تقریر دلپذیر کا مطالعہ کریں۔ تھوڑا بہت بھی اگر سمجھ میں آ جائے تو غنیمت ہوگا۔ حجۃ اللہ البالغہ کی اردو شروح و تراجم سے استفادہ کرنے کا بھی خصوصاً فرمایا۔ مزید فرمایا کہ عصر کے وقت ان غیر نصابی کتب کا مطالعہ نصف گھنٹہ تک لازماً کیا کریں۔ اور عربی بولنے کی کوشش کرنے کا بھی کہا اور کہا کہ لکھنا بھی ضروری ہے۔ پھر عربی رسائل کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا کہ پچھلے سال مصر سے المسلمون ملتا تھا۔ لیکن اب وہ بھی نہیں ملتا۔ میں نے ان سے پوچھا کون

کون سے رسالے اچھے ہیں۔تو فرمایا کہ لکھنو سے ''السماحۃ'' نامی رسالہ ابھی نیا نکلا ہے۔کل ہی خط لکھ کر تمہارے نام جاری کرادوں گا۔اردو رسائل کے بارے میں میں نے پوچھا تو فرمایا کہ ''معارف'' اور ''برہان'' کا مطالعہ ضرور کرتے رہو۔میری زیر تعلیم کتب کے بارے میں پوچھا' پھر نصاب تعلیم پر گفتگو کی۔میں نے عرض کیا کہ اگر آپ حیات وغیرہ کا عربی میں ترجمہ کیا جائے تو بہت مفید ہوگا۔اس طرح سے قبائلی' ریاستی اور افغانی طلبہ بھی استفادہ کرسکیں گے' جس پر انہوں نے فرمایا کہ میں نے ان کتابوں کا پشتو ترجمہ کیا ہے اب ان شاء اللہ شائع کردوں گا۔

مولانا سعد الدین کی جماعت اسلامی کے بارے میں گفتگو اور مفتی یوسف کا میرے بارے پرمنی پرمدح باتیں

مردان کے مولانا سعد الدین چونکہ جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں' اس لئے انکے ساتھ گفتگو میں جماعت بھی زیر بحث آتی رہتی ہے' انکے خیال میں میں جماعت کا سخت مخالف ہوں' ہمارے استاذ مولانا مفتی یوسف صاحب بنیری نے پہلے میرے متعلق ان سے گفتگو کی تھی جو کہ ایک حد تک مدح پر مشتمل تھی' کافی دیر تک ان سے خوش مذاقی ہوتی رہی

حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی کا جوابی خط اور مولانا سمیع الحق کے بارے میں اُنکے احساسات وجذبات

ہمارے استاذ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب سواتی کے توسط سے حضرت قبلہ خواجہ عبدالمالک صدیقی نے مجھے خط لکھا ہے اس سے قبل میں نے ان کو ایک خط بھیجا تھا' جس میں نوائے پاکستان میں ان کے خط کی اشاعت کے متعلق مطلع کیا تھا اور دعا کی استدعا برائے اصلاح اعمال کی تھی' اس کے جواب میں انہوں نے لکھا ہے

''حضرت علامہ مولانا عبدالحق'' کے خلف رشید سلمہ کو قدرت نے عجیب سمجھ عطا فرمائی کہ مجھ مسکین کو (ان کے ذریعہ) حصہ تبلیغ دین میں حاصل ہوگیا ہے' دعا ہے کہ میرے خیر خواہ عزیز مولوی سمیع الحق طول عمرہ کو قدرت اپنے فضل خاصہ سے ایک مرد ضرورت اسلام مرضیہ کے لئے ثابت رکھے آمین ثم آمین۔آپ میری جانب سے عزیز القدر و محبی مولوی سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم کو دعوات وسلام پیش کردیں''

شاید نامہ اعمال کے سیاہ ہونے کو یہی دعائیں بیاض میں بدل دیں۔ ع شاھاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

بندہ نے استدعاً دعا بھی کی تھی اور اصلاح اعمال کی جانب توجہ چاہی تھی' کیونکہ دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا اس کے جواب میں انہوں نے ایسی ذرہ نوازی فرمائی کہ خواہ مخواہ شرمندہ ہونا پڑا۔فرماتے ہیں:

برخوردار مولوی سمیع الحق طول عمرہ نے اپنی تحریر میں تعلق نسبت روحانیت بغرض اصلاح چاہی ہے' اس لئے انشاء اللہ تعالیٰ بوقت حضور خاصہ عمل کرکے جواب دوں گا' مگر دعا ہے کہ عزاسمہ مذکورہ عزیز کو مقام احسان کا اعلیٰ درجہ میری خدمت سے نصیب فرمادے۔امین ثم امین۔''

آگے حضرت الاستاد اور حضرت والد ماجد کا مشورہ طلب فرماتے ہیں۔''اس میں آپ کا اور حضرت علامہ مولانا عبدالحق صاحب ؒ کا کیا مشورہ ہے''

مولانا سمیع الحق کا اپنے بارے میں بے بضاعتی وکم سوادگی کا اظہار: افسوس اپنی بے مائیگی وکم سوادگی کو دیکھ کراب بھی پانی پانی ہو جاتا ہوں۔کاش کہ بزرگوں کے جوتے اٹھانے کی خدمت بھی مجھ سے لی جائے تو بہت غنیمت بارده ہوگی چہ جائے کہ مجھ جیسے نابکار ارزل الناس جس نے ساری عمر بد تمیزیوں اورلہو ولعب کے ارتکاب میں گزاری اگران قدسی صفات' اکابر سے تعلق نسبت روحانیت ہو جائے' حقیقت میں نہ تو اس عظیم الشان کام کی اہلیت و صلاحیت ہے اور نہ ہمت وعزم مگر ۔ احب الصالحين ولست منهم لعل الله يرزقنى صلاحا مجھ خانہ خراب میں کوئی صلاحیت کہاں؟ یہ ان بزرگوں کی بلند اخلاقی اور صفات قدسی کا کرشمہ ہے۔ کہ ذرہ کو آفتاب اور بحر ظلمات کو بھی آفتاب عالمتاب کی ضیاء پاشیوں سے بقعہ نور بنادیتے ہیں۔ بزرگوں کے توجہات کریمانہ اور جوتیوں کے طفیل نجات مل جائے تو زہے نصیب۔ آمین ثم آمین۔

خدام الدین میں والد صاحب کے مکتوب کی اشاعت: ہفتہ وار خدام الدین لاہور کے نئے پرچے مل گئے ہیں۔ حضرت والد صاحب کا خط جو بندہ نے لکھا تھا۔ مولانا احمد علی صاحب کے مکتوب کے جواب میں وہ بھی اس میں شائع ہوا ہے۔ اب ان پرچوں کو فروخت کرتا ہے۔ پرانے پرچے بھی پڑے ہوئے ہیں۔ (۲۳ رستمبر)

ماہنامہ دار العلوم کا ۶۱ ھ فائل کا مطالعہ:

۲۹ رستمبر جمعرات۔ فطری کاہلی اور تساھل کی وجہ سے کافی دن سے ڈائری نہ لکھ سکا۔عشاء کی نماز کے بعد لکھنے بیٹھا ہوں۔ دار العلوم کے امتحانات سے فراغت منگل کے دن ہوئی۔

آج سارا دن فراغت تھی۔ ماہنامہ دار العلوم ۷۱ ھ کی فائل (جلد) دیکھی۔ مولانا عبدالحئی حسنی ندوی کے مضامین اور ساٹھ برس پہلے کا دار العلوم اور مولانا گیلانی مدظلہم کے مضامین "احاطہ دار العلوم میں بیتے ہوئے دن" خاص طور پر بڑی دلچسپی سے پڑھے۔

بیروت سے شائع ہونے والا عربی اخبار الجریدہ کا پڑھنا اور تعارف:

عشاء کے بعد میرے سامنے بیروت لبنان سے نکلنے والا ایک مایہ ناز اخبار "الجریدہ" ہے کسی دوست کی مہربانی سے اس کے دیکھنے اور پڑھنے کا موقع مل گیا۔لیکن ضخامت اور کتابت وغیرہ پاکستان کے امروز کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ یہ اخبار عرب کی صحافتی معیار کی بلندی کی دلیل ہے' اگر چہ عریانی اس میں بھی زیادہ ہے' لیکن معلومات اخبار اور حالات کے لحاظ سے بلند پایہ معلوم ہوتا ہے' اشاعت کا یہ تیسرا سال ہے۔ جورج نقاش۔ نصری العارف اس کے مالک اور رشدی المعلوف اس کے مدیر ہیں۔

نامانوس آدمی کے لئے جدید عربی کی نئی اصلاحات والفاظ کا سمجھنا مشکل و دشوار ہوتا ہے' لیکن آج کل کے عربی ادب وثقافت کی اہمیت سے کون انکار کرسکتا ہے۔ خداوند تعالی سمجھ کی توفیق عطا فرمائے۔

دمشق کے عربی روزنامہ اور الانشاء کا مطالعہ: ایک محب اور مشفق دوست کی نوازش سے القبس عربی روزنامہ دمشق

اورالانشاء کے پرچے کا موقع ملا دیر تک پڑھتا رہا۔ (۳۰ ستمبر جمعۃ المبارک صفر ۱۳۷۵ھ)

حضرت تھانویؒ کے علوم و معارف کے تراجم اور نشر و اشاعت کیلئے اکیڈمی کا قیام وقت کی ضرورت

ماہنامہ البقاء کراچی نظر سے گزرا جو کہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے مواعظ پر مشتمل ہوتا ہے اگر چہ لاہور کا انوار العلوم اور کراچی کا یہ رسالہ حضرت تھانویؒ کے مواعظ اور مضامین کی اشاعت کے امور انجام دے رہا ہے لیکن حضرت تھانوی کے علوشان کی مناسبت سے ان کے علوم و معارف کی نشر و اشاعت بڑے پیمانے پر ہونی چاہیئے اگر تھانوی اکیڈمی کا قیام ہو اور حکیم الامت کے مضامین اور مواعظ کے تراجم مختلف زبانوں میں کر کے نشر و اشاعت کا انتظام ہو جائے تو وقت کی ایک اہم ضرورت پوری ہو جائے گی۔

پرویزیوں کا گمراہ کن ترجمان ''طلوع اسلام'' اور اس کی ہرزہ سرائیاں: پرویزیوں کا گمراہ کن ترجمان ''طلوع اسلام'' کا تازہ شمارہ نظر سے گزرا متجدد دین کی یہ ہرزہ سرائیاں دین کو کیا سے کیا بنارہی ہیں۔ خداوند تعالیٰ دین کی حفاظت کرے۔ آمین۔ کئی دن کے ناغہ کے بعد بعد از نماز عشاء لکھ رہا ہوں' اس ہفتہ چند پریشان کن افکار و خیالات نے ذہن کو گھیرے رکھا۔ خدا فراغت عطا فرمائے۔ (۱۴ اکتوبر)

البعث الاسلامی کے مدیر سے خط و کتابت ۱۲/ اکتوبر آج ادارۃ البعث الاسلامی لکھنؤ سے سعید الاعظمی الندوی نے خط کا جواب دیا ہے' بندہ نے وی پی جلد از جلد بھیجنے کا لکھ دیا۔

مولانا گیلانی کے مضمون ''احاطہ دار العلوم میں بیتے دن کا مطالعہ اور اس کے مندرجات پر تبصرہ:

کل سے فارغ وقت دار العلوم (ماہنامہ) کے پرانی فائلوں کو دیکھ رہا ہوں۔ مولانا گیلانی کا مضمون ''احاطہ دار العلوم میں بیتے ہوئے دن'' کو دلچسپی سے دیکھا اگر چہ سلسلہ وار اشاعت کے دوران ہر ماہ اس مضمون کا مطالعہ پہلے بھی کیا تھا' لیکن اب کے بار تسلسل سے پڑھ کر بہت فائدہ (ہوا) اور لطف آیا علم سے دلچسپی' اساتذہ کا احترام' مقصود کے حصول میں انہماک اور تواضع وغیرہ بہترین عبر و مواعظ اس میں موجود ہیں چند باتیں تو اتنی پسند آئیں کہ لوح قلب کیساتھ ساتھ صفحہ قرطاس پر نقل کر کے سامنے لٹکا دیئے گئے تا کہ حرز جاں بنانے کے لئے ادنی توجہ سے دیکھی جاسکیں۔ مثلاً انہوں نے انسانی زندگی کے ۵ ادوار کو **انما الحیوۃ الدنیا لھو و لعب (الآیۃ)** سے ثابت کیا ہے اور یہ کہ زندگی کے دو دور لعب و لہو بیسویں سال یعنی دو عشرے گزر جانے سے ختم ہو جاتے ہیں (خود کو مخاطب کر کے) گویا کہ تیرے بھی دو دور لعب و لہو کے گذرنے والے ہیں۔ اس کے بعد ایک خلاف فطرت و بدیہی امر ہو گا۔ اس کے علاوہ بھی اسمیں تعلیم حاصل کرنے والوں کے لئے بہترین عبرتیں اور نصیحتیں ہیں۔ مطالعہ ابھی جاری ہے' تیسرے سال کی فائل شروع کر رہا ہوں۔

اخبار کے بے فائدہ ہونے کا رونا: روزنامہ کوہستان کے ایجنٹ کو آئندہ اخبار کی ترسیل بند کرنے کا کہہ

دیا۔آج کل کے اخبارات میں کوئی خاص فائدہ نہیں‘اس رقم سے کسی مفید ادبی کتاب کا فائدہ لیا جاسکتا ہے۔

ماذا اخسر العالم بانحطاط المسلمین کا مطالعہ اس پر مختصر تبصرہ اور عربی زبان سے بے اعتنائی کا ذکر:

۱۶را کتوبر اتوار۔تشحیذ ذہن کے لئے آج کل مولانا عبدالرحمٰن صاحب کے فتنہ پرویز اور مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی کتاب قصص القرآن کا بھی مطالعہ کرتا ہوں۔یومیہ اور ماہوار رسائل وجرائد کے علاوہ گزشتہ رات دیر تک علامہ ابوالحسن علی ندوی کی کتاب ماذا اخسر العالم بانحطاط المسلمین مطالعہ کرتا رہا۔یہ انتہائی مایہ ناز اور قابل فخر کتاب ہے‘ موجودہ دور میں ہندی علماء میں عربی پر ایسا عبور ان کا طرہ امتیاز ہے۔کاش لوگ ایسی کتابوں سے فائدہ لیں‘اور پھر سے اپنے گئے گزرے دور عروج کو حقیقت کا جامہ پہنا دیویں جو کہ افسانہ ماضی بن گیا ہے۔

اگر صد ہزار(دفعہ) بھولنے بھٹکنے کے بعد بھی اس امت مرحومہ کی اصلاح ہو سکے تو صبح کا بھولا شام کو واپس آنے میں بھولا نہیں ہوسکتا۔____ زیر مطالعہ کتاب کی پہلی طبع میں مصر کے استاد احمد امین کا مقدمہ ہے۔ندوی صاحب کی روایت کے مطابق (اور یہ حقیقت بھی ہے)مصری اور عرب لوگوں کے خیال میں استاد کے مقدمہ کتاب نے کوئی وقعت نہیں دی بلکہ الٹا اس کی روح کو نقصان پہنچایا ہے‘بعد میں جب ان کے متفردات معلوم ہوئے تو ندوی صاحب کو بھی افسوس کرنا پڑا تفصیل کیلئے (دیکھئے ان کا سفرنامہ شام)

بعض لوگوں کے ظاہری علم ودانش رعب‘دھوم دھام‘ٹیپ ٹاپ سے لوگوں کو دھوکہ ہوتا ہے‘لیکن بعد میں بھرم کھل جاتا ہے۔

استاد احمد امین اور پاکستان کے پرویزیوں کے عقائد اکثر ایک ہی جیسے ہیں‘دوسرے ایڈیشنوں میں مصر کے نامور اہل قلم و ماہر عالم استاد سید قطب صاحب کا مقدمہ شامل کیا گیا جو بہترین مقدمہ ہے جس میں کتاب کے حقیقی خدوخال کو نمایاں کیا گیا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ اب تک مصر میں کتاب کے بیشمار ایڈیشنز نکل چکے ہیں‘حال ہی میں لکھنؤ سے اس کتاب کا ترجمہ بھی شائع ہوا ہے‘خدا سمجھنے اور عبرت لینے کی توفیق عطا فرمادے‘ویسے ہی فقط مطالعہ سے کیا بنتا ہے۔ایسی چیزوں کو دیکھ کر موجودہ (جدید) عربی ادب سیکھنے والوں کی قدر دل میں پیدا ہوتی ہے۔ہمارے ملک کے اکثر طلباء آج کل کے عربی ادب کو بہت زیادہ لائق اعتناء نہیں سمجھتے‘لیکن افسوس کہ ایک وقت (اگر یہ اپنے تبلیغ وتعلیم کے میدان کو محدود تر نہ بنانا چاہیں)ان کو اس لاابالی و بے پرواہی کی سزا بھگتنا پڑے گی۔اور افسوس حاصل ہوگا ان لوگوں نے عذر گناہ یہ بنا رکھا ہے کہ آج کل کی عربی اس سے مختلف ہے جو ہم حدیث وفقہ کی کتابوں میں پڑھتے ہیں‘لیکن حقیقت اس سے چھپ نہیں سکتی۔خواہ ہم ہزار دفعہ مریض کو صحیح اور کالے کو سفید کہے لیکن مریض بہر حال مریض اور سفید کالا ہے۔

مولانا عبدالقیوم حقانی *

مکتوبات مشاہیر بنام شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ وحضرت مولانا سمیع الحق

(مکتوبات کی تاریخ پر ایک سرسری نظر)

مکتوبات کے جمع کرنے اوران سے فائدہ اُٹھانے کا ذوق مسلمانوں میں ہمیشہ رہا ہے، مکتوبات حضرت امام ربانی، مکتوبات حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری صوفیہ کے یہاں بطور ذکر، وظیفہ یا بغرض اصلاح پڑھے جاتے ہیں، مشاہیر علماء میں حضرت علامہ شبلی نعمانی، حضرت علامہ سید سلیمان ندوی، حضرت مولانا ابوالکلام آزاد، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمہم اللہ کے مکتوبات کے مجموعے نیز دیگر مشائخ کے مکتوبات اپنے اپنے حلقوں میں علمی، دینی اور ادبی سرمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں، احادیث میں حضور اقدس ﷺ کے مکاتیب قیصر وکسریٰ کے نام محفوظ ہیں اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ خود قرآن کریم میں ایک مکتوب جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا ''بلقیس'' کے نام تحریر فرمایا تھا، اس طرح مذکور ہے: ''إنه من سليمان و انه بسم الله الرحمٰن الرحيم الا تعلوا علىّ و أتونى مسلمين'' (سورۃ نمل: ۳۰/۳۱)

بہر حال مکتوبات کا جمع کرنا اوران کو افادۂ عام کیلئے شائع کرنا کوئی بدعت نہیں، بلکہ کارحسن اور امر محمود ہے۔

مشاہیر بنام مولانا عبدالحق اور مشاہیر بنام مولانا سمیع الحق' بظاہر اگر چہ اکابر' علماء' مشائخ' زعماء' ارباب فضل و کمال' اساتذہ' صحافیوں' سیاست دانوں اور دانشوروں کے خطوط کا مجموعہ ہے مگر درحقیقت یہ تقریباً پون صدی نادرۂ روزگار شخصیات کی زندہ یادگار' ان کے علوم وکمالات کا آئینہ اوران کی مشاہدات وتجربات اور مکتوبات کا ایسا نادر مجموعہ ہے جو نہ صرف ان کے عصری افادات میں بلکہ معارف وحقائق کے پورے اسلامی ذخیرہ میں خاص امتیاز رکھتا ہے۔

مطالعہ کی وسعت' علم وتجربہ کی گہرائی' تحقیقات کی ندرت' قومی وملی اور علمی مشکلات کی عقدہ کشائی' ذاتی

---

* مہتمم جامعہ ابوہریرہ ومدیر اعلیٰ ماہنامہ ''القاسم'' خالق آباد نوشہرہ

تجربات' اذواقِ صحیحہ' مجتہدانہ علم ونظر' کتاب وسنت کے صحیح وعمیق فہم' مقامِ نبوت کی حرمت وعظمت' شریعت کی حمایت' اہل علم کی نصرت' وجدانگیز نکات اور شرعی لطائف کے اعتبار سے (ہمارے محدود علم میں) پورے اسلامی کتب خانہ میں یکجا اس قدر علماء وزعماءِ ملت کے مجموعۂ مکاتیب کی نظیر نظر نہیں آتی۔

مجموعۂ مکاتیب پر نظر ڈالیئے، علماء' صوفیا' مشائخ' قومی رہنما' ملی زعماء' اربابِ علم و دانش اور صاحبانِ قلم و مطالعہ کے رُشحاتِ قلم میں انوارِ علم ہیں جو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور حضرت مولانا سمیع الحق کے نام لکھے گئے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُمت محمدیہ کے رہنماء' زعماء ومحققین اور صلحاء وعارفین اور قومی وملی قائدین کے علم و فکر کی رسائی کن بلندیوں تک ہے اور انہوں نے قلم وکتاب' علم ومطالعہ' معرفت الٰہی' سیاست وخدمت' ایمان ویقین' مشاہدہ وادراک' تصفیہ قلب وتزکیۂ نفس' روح کی لطافت وذکاوت' اخلاق کی تاریکیوں' نفس اِنسانی کی کمزوریوں اور غلطیوں کی دریافت میں کہاں تک ترقیات وفتوحات کیں۔ ان کی ذکاوت اور قوتِ فکریہ کے طائر بلند پرواز نے کن کن بلند شاخوں پر اپنا نشیمن بنایا اور کن کن فضاؤں میں پرواز کی۔

تذکرہ وتاریخ' سیرت وسوانح' سیاست وخدمت' حالات وواقعات' آپ بیتیاں ومشاہدات' تفسیر وحدیث' قلم وکتاب' نقد وجرح' سفرنامے' محبت نامے' تنقیدات' وادبیات اور ہمہ جہتی علوم وفنون اور معارف کے علاوہ یہ مکاتیب زورِ قلم' قوتِ بیان اور حسنِ انشاء کا بھی اعلیٰ نمونہ ہیں' بعض خطوط تو علمی اور ادبی لحاظ سے نثر پارے بلکہ شہ پارے ہیں اور ان مکاتیب کے بہت سے پیراگراف اس قابل ہیں کہ انہیں دنیا کے بہترین ادبی نمونوں میں شامل کیا جاسکتا ہے اور انہیں ادبِ عالی بلند مقام دیا جاسکتا ہے۔

ایک موقع پر یہ عرض کردینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ دنیا کی اکثر زبانوں اور علم وادب کے بارے میں یہ زیادتی کی گئی ہے کہ صرف ان لوگوں کو ادیب' صاحبِ اسلوب اور انشاء پرداز تسلیم کیا گیا ہے اور انہیں کی تحریر اور نتائجِ فکر کو ادب کے نمونہ کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے، جنہوں نے ادب وانشاء کو ایک پیشہ یا ذریعہ اظہارِ کمال کے طور پر انتخاب کیا یا جو کسی زمانہ میں حکومت اور سرکار و دربار سے وابستہ تھے اور کوئی سرکاری تحریری خدمت ان کے سپرد تھی، یا جنہوں نے تحریر اور انشاء وادب میں صنائی' اور تکلف سے کام لیا، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر زبان بالخصوص عربی ادب کی تاریخ میں انشاپرداز اور صاحبِ اسلوب کی حیثیت سے ہمیشہ وہ لوگ ممتاز رہے جو سرکار و دربار کے مؤبین تھے یا سرکاری عہدوں پر فائز تھے۔

مثلاً عربی ادب میں ابواسحٰق الصابی' عبدالحمید الکاتب' ابن سعید' صاحب ابن عماد' ابوبکر خوارزمی' ابوالقاسم حریری' اور قاضی فاضل کا نام لیا جاتا ہے جبکہ ان کی تحریروں اور ادبی قلمی ثمرات کا بڑا حصہ مصنوعی' بناوٹ سے معمور' زندگی اور روح سے محروم' اور تاثیر سے خالی ہے جبکہ ان کے مقابلہ میں وہ لوگ جو جید علماء تھے صلحاء' ادیب اور مؤرخ تھے، اہل

اللہ اور اولیاء تھے، مثلاً امام غزالی، عبدالرحمٰن بن جوزی، ابن شداد، محی الدین ابن عربی، ابوحیان توحیدی، ابن قیم، اور ابن خلدون کہیں بڑھ کر انشا پرداز کہلانے کے مستحق ہیں جن کی تصانیف میں صحیح اور طاقتور انشاء، خیالات وجذبات کے اظہار اور انسانی تأثرات واحساسات کی تصویر کے نہایت دلکش اور دلآویز نمونے ہیں مگر ان بے گناہ اور معصوم الفطرت لوگوں کا گناہ صرف اس قدر ہے کہ انہوں نے قلم وکتاب' تحریر وتصنیف اور ادب وانشا کو اپنا مستقل پیشہ یا اظہار کمال کا ذریعہ نہیں بنایا جبکہ ان کی اکثر تحریروں کا موضوع دینی اور علمی ہے۔

مشاہیر کے مکاتیب نگار میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ساری عمر درس وتدریس' مدرسہ واہتمام' تصنیف وتالیف اور علم وادب سے وابستہ رہے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو ساری عمر درس وتدریس' مدرسہ واہتمام' تصنیف وتالیف اور علم وادب سے وابستہ رہے ہیں ایسے لوگ بھی ہیں جن کا اوڑھنا بچھونا قلم وقرطاس اور صحافت رہا ہے ایسے بھی ہیں جو دینی جرائد اور علمی مجلات کے مدیر ہیں، ایسے بھی ہیں جن کا مجلہ ہر ہفتے نکلتا اور علم وادب کا شہ پارہ ہوتا ہے، ایسے بھی ہیں جو سیاست وخدمت کے بلند مقام پر فائز ہیں، ایسے بھی ہیں جو تمام عمر دعوت وتبلیغ اور اصلاح انقلاب اُمت سے وابستہ رہے ہیں اور ایسے بھی ہیں جنہیں قومی وملی رہنمائی کا بلند منصب حاصل ہے، ایسے بھی ہیں جن کا مشن فرقِ باطلہ کا تعاقب ہے۔ سرکاری لوگ بھی ہیں اور عوامی رہنماء بھی' حکمران بھی ہیں اور سیاست دان بھی ...... الغرض ہر طبقے سے متعلق لوگوں سے ''محفل مشاہیر'' میں آپ کی ملاقات ہو جائے گی، لکھنے والوں کو کبھی یہ خیال بھی نہیں آیا ہوگا کہ ان کے گراں قدر اور وقیع علمی ادبی نثری شہ پارے اور منظوم کلام تاریخ کا حصہ بن جائیں گے۔

مکاتیب نگار حضرات میں ایک بہت بڑی تعداد ادیبوں' مصنفین' مؤلفین اور قلم وقرطاس کے حوالہ سے ارباب فضل وکمال کی ایک خاصی تعداد بھی شامل ہے۔ جن کی بہت سی کتابیں' تحریریں' مضامین اور ادبی شہ پارے منظر عام پر آچکے ہیں ان کے بعض رُشحاتِ قلم تو سراسر تکلف اور تصنع سے بھرے ہوئے ہیں جبکہ ان ہی بعض وقائع اور ادبی تحریریں بالخصوص مکاتیب سادہ' بے تکلف اور سلیس وآسان پیرایے میں لکھے گئے ہیں۔ پہلی تصانیف یا قلمی وادبی کاوشیں دادِ تحسین کی صداؤں سے گونج گئیں اور شاید بہت مصنفین ومؤلفین اور مضمون نگار خود بھی ان کو حاصل زندگی اور سرمایۂ نازش وافتخار سمجھتے ہوں۔

لیکن حقیقت پسند زمانہ اور انقلابِ روزگار اپنا صحیح فیصلہ صادر کرتا ہے، پر تکلف تصنیفات اور صناعی تحریرات کتب خانوں کی زینت بن کر رہ جاتی ہیں، جبکہ دوسری قسم کی تحریرات کو بقائے دوام کا خلعت عطا ہوتا ہے اور گلشنِ بے خزاں کی طرح سدا بہار بن جاتی ہیں۔

مکاتیب نگار حضرات کے مکتوبات بھی تحریرات کی دوسری صنف ہے جن میں سادگی' بے تکلفی' بے ساختگی اور

حقیقت نگاری پائی جاتی ہے، جن میں مکاتیب نگار حضرات نے نہایت ہی سادہ طریقہ پر اپنے مشاہدات' حالات' زندگی کے تجربات اور روزمرہ کے تأثرات قلم بند کیے ہیں۔ جس کو شاید وہ کبھی خاطر میں بھی نہ لائے ہوں۔ آج ''مشاہیر'' کی صورت میں مرتب ہوکر' مقبولِ عام اور ادب کے طالب علموں کا مرکز توجہ بن رہی ہیں۔

مکاتیب' مکتوب نگار کی ذاتی شخصیت' ذاتی افکار' قلبی کیفیات' یقین اور دلی جذبات اور باطنی بے چینی اور بے قراری اور حقیقی چاہتوں کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔

ہر ایسا شخص جو اندرونی کیفیات سے سرشار اور اس کو دوسروں میں منتقل کرنے کے لئے مضطرب و بے قرار ہو جب قدرت کی طرف مکتوب نویسی کا ذوقِ سلیم بھی عطا ہوا ہو، پھر محاورے' زبان اور الفاظ و اسالیبِ بیاں پر ضروری حد تک قدرت بھی حاصل ہو، اور اس کی تحریر میں علم و ادب' عقل و استدلال' اور حسنِ بیان کے ساتھ ساتھ سوزِ دروں اور خونِ جگر بھی شامل ہو، تو اس کی تحریر میں ایسا اثر اور ایسا زور پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں بھی اور بعد کی نسل میں بھی ہزاروں دلوں کو متاثر کرتی ہے، ہم نے تو زیرِ ترتیب مکاتیب کو دیکھا' پڑھا اور ادب دورانِ تالیف بھی تو تجربہ یہ ہوتا رہا کہ پون صدی سے زائد عرصہ گذر جانے کے بعد بھی ان کی تازگی و زندگی اور ان کی تاثیر بلکہ بعض مکاتیب کی قوتِ تسخیر بھی قائم رہتی ہے۔

مکاتیب کی تالیف و ترتیب کے دوران مکتوب نگار کے اخلاص کا احساس بھی بار بار اُبھر اُبھر کر سامنے آتا رہا۔ دراصل دیکھا یہ گیا ہے کہ تحریر و تقریر کو بہتر اور کامیاب بنانے کے لئے جتنی صفات اور صلاحیتیں' بلاغت کے اُصول و قوانین ضروری بتائے جاتے ہیں جن کا ناقدین ادب تفصیلی جائزہ بھی لیتے ہیں اور ہر عہد میں ان پر بحث بھی ہوتی رہتی ہے، مگر مجھے مکاتیب کی تالیف کے دوران یہ احساس نکھر نکھر سامنے آتا رہا، اور جس کا بہت کم لوگوں کو احساس ہوتا ہے کہ ان تمام تر صفات' صلاحیتوں اور قوانین و قواعد کی پابندیوں میں ایک بڑا مؤثر اور ناقابلِ فراموش عنصر یا انقلابی مؤثر' صاحب تحریر کا اخلاص' اور مکتوب نگار کی دردمندی ہے۔

ہم نے دیکھا کہ مشاہیر کے مکاتیب تمام تر ذخیرۂ تحریر اور مکتوب نگار کا اظہارِ خیال اندرونی تقاضے اور داعیے اور کسی طاقتور عقیدے اور یقین کے ماتحت وجود میں آیا ہے۔

''مشاہیر'' کے تمام مکاتیب سے مقصود کسی فرمائش یا حکم کی تعمیل' یا کوئی دنیاوی منفعت یا کسی صاحبِ اقتدار یا صاحبِ ثروت انسان کی رضامندی نہیں تھی بلکہ وہ اپنے ضمیر یا عقیدہ کے فرمان کی تکمیل تھی جس میں اہلِ حکومت اور اہلِ ثروت کے فرمان سے زیادہ قوت ہوتی ہے اور جس سے سرتابی کرنا کسی بھی صاحبِ ضمیر انسان کے بس میں نہیں ہے۔

مولانا محمد جہان یعقوب

خلیفہ راشد سیدنا علی حیدر کرار کرم اللہ وجہہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی علی، کنیت ابوالحسن وابوتراب، القاب اسد اللہ الغالب، الحیدر اور المرتضیٰ ہیں، یہ تمام القاب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سید کونین ﷺ نے مختلف مواقع پر مرحمت فرمائے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت عام الفیل کے 7 برس بعد ہوئی، جبکہ بعثت نبوی ﷺ کا دسواں سال تھا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قبیلہ قریش کے معزز ترین خاندان بنو ہاشم سے تھا، آپ نہ صرف حضور اکرم ﷺ کے چچازاد بھائی، بلکہ آپ ﷺ کے پروردہ بھی تھے، بچپن میں ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابوطالب نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بھتیجے حضور سید کونین ﷺ کے سپرد کر دیا تھا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار سابقین الاولین کی صف اول میں ہے، اسلام قبول کرنے والے بچوں میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پہلا نمبر ہے، جبکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر صرف 8 یا 10 برس تھی۔ آپ کو ہجرت کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ ہجرت مدینہ کے موقع پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کے حسب ارشاد لوگوں کی امانتیں ان کے حوالے کر کے وسط ربیع الاول 13 نبوی میں مدینہ منورہ پہنچے۔ جب حضور اکرم ﷺ نے مہاجرین وانصار کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت سہل بن حنیف انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دینی بھائی بنایا تھا۔

رجب 2 ہجری میں سرور کونین ﷺ نے 21 یا 24 سال کی عمر میں اپنی سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح کیا، اس وقت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر 16 یا 19 برس تھی۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بہادر، جری اور دلیر تھے۔ ذیل میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چیدہ چیدہ جہادی کارنامے ذکر کیے جاتے ہیں:

......غزوہ بدر (2ھ) میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریش کے دو سرکردہ رہنماؤں ولید بن عقبہ اور شیبہ بن ربیعہ کو قتل کیا۔

......غزوہ احد (3ھ) میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر اسلام کے میمنہ (دائیں حصے) کے امیر تھے، حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد علم آپ کے ہاتھ میں آیا، کفار کے علمبردار ابوسعید بن طلحہ کی دعوت مبارزت

* ریسرچ اسکالر جامعہ بنوریہ عالمیہ، سائٹ ایریا کراچی

کے نتیجے میں اس کا بے جگری سے مقابلہ کیا اور اس کو واصل جہنم کر کے دم لیا۔ اسی جنگ میں متعدد مشرکین کے علاوہ کفار کے چوٹی کے رہنما ابوالحکم کو بھی موت کے گھاٹ اتارا۔ جب گھاٹی پر متعین تیراندازوں کی غلط فہمی سے جیتی ہوئی بازی ہارنے کا خطرہ پیدا ہوا تو جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میدان میں ثابت قدم رہے، ان میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔ جب نبی اکرم ﷺ زخمی ہو کر ایک گڑھے میں گر پڑے تھے، تو حضور اقدس ﷺ کو سہارا دینے والے آپ اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جنگ کے اختتام پر حضور نبی کریم ﷺ کے خون کو صاف کرنے کے لیے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈھال میں پانی بھر کر لاتے جاتے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زخم کو دھوتی جاتی تھیں۔

......غزوہ بنونظیر (4ھ) میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں لشکر اسلام کا علم تھا۔......

غزوہ خندق (5ھ) میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبیلہ بنوعامر کے مشہور جنگجو عمرو بن عبدود کو، جو اکیلا ایک ہزار سواروں کے برابر سمجھا جاتا تھا، قتل کیا۔ اسی سال غزوہ خندق میں بدعہدی کرنے والوں کی سرکوبی کے لیے جو دستے بھیجے گئے، ان کے علمبردار بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

......صلح حدیبیہ (6ھ) میں صلح نامہ لکھنے کا شرف بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گواہ کے طور پر اس عہد نامے پر دستخط بھی فرمائے۔

......غزوہ خیبر (7ھ) میں خیبر کے 12 قلعوں میں سے ایک قلعہ حصن القموص کی فتح میں شدید دشواریاں پیش آئیں، بالآخر یہ قلعہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوا، اسی معرکے میں مرحب نامی مشہور جنگجو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں اپنے انجام بد سے دوچار ہو کر جہنم واصل ہوا۔

......فتح مکہ (8ھ) میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحکم نبوی ﷺ ایک کافر کو قتل کیا۔ اسی سال غزوہ حنین میں جب بنوہوازن کے یکدم حملہ آور ہونے سے بھگدڑ مچ گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثابت قدم رہے اور جانثاری سے شجاعت کے جوہر دکھائے۔

......غزوہ تبوک (8ھ) میں حضور اقدس ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے خانگی معاملات اور کچھ انتظامی امور کی نگرانی کے حوالے سے مدینہ منورہ میں قیام کرنے اور جنگ میں حصہ نہ لینے کا حکم دیا، جسے تعمیل حکم میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول فرمالیا، ورنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتی خواہش جنگ میں بنفس نفیس شریک ہونے کی تھی۔ اسی موقع پر آپ ﷺ نے یہ جملے ارشاد فرمائے: اے علی! کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تم میری طرف سے اسی مرتبے پر ہو، جس مرتبے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے حضرت ہارون علیہ السلام تھے، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

......حج (9ھ) میں چند خاص اعلانات کے لیے حضور اکرم ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ فرمایا، واضح رہے کہ یہ حج حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت میں ہوا تھا۔

......حجۃ الوداع (10ھ) میں حضور اکرم ﷺ نے 63 اونٹ تو اپنے دست مبارک سے ذبح فرمائے، جبکہ بقیہ اونٹ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذبح فرمائے۔ منیٰ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کے خطبات مجمعے تک پہنچانے کے لیے معبر کے فرائض بھی انجام دیے۔

......حضور اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد خلیفہ اول بلافصل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اموال خمس کی تقسیم کا متولی، اپنا مشیر اور وزیر ہی نہیں بنایا، بلکہ مرتدین کے سدباب کے لیے بھیجے جانے والے ایک دستے کا امیر بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا۔

......حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان تمام عہدوں پر برقرار رکھا اور مزید مناصب بھی عطا فرمائے، جن میں قاضی کا منصب بھی شامل تھا۔

......حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کو سابقہ مناصب پر برقرار رکھا، حدود کے تمام فیصلے بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں ہوتے تھے۔ جمع قرآن کا کام بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے ہوا۔

......حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد 35ھ صحابہ کرام کے اتفاق رائے سے چوتھے خلیفہ راشد مقرر ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پیش رو خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی پالیسیوں کو برقرار رکھا۔ خلیفہ بننے کے تیسرے روز ہی سازشی سبائی ٹولے کو بلا کر فوری طور پر مدینہ چھوڑنے کا حکم دیا۔ یوں ان کے ارادوں پر پانی پھر گیا، اسی روز سے وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی دشمن بن گئے۔ ان کی سازشوں کے نتیجے میں مسلمانوں کے درمیان جنگوں تک کی نوبت بھی آئی۔

جنگ نہروان میں خوارج کو شدید نقصان اٹھانا پڑا، اسی روز حرم مکہ میں ایک میٹنگ میں انہوں نے کبار صحابہ کرامؓ کے قتل کا منصوبہ تیار کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قتل کی ذمہ داری عبدالرحمٰن ابن ملجم کو سونپی گئی۔ منصوبے کے مطابق 17 رمضان 40ھ میں نماز فجر کے موقع پر اس بدبخت نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کے اگلے حصے پر وار کیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ریش مبارک خون سے رنگین ہوگئی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید زخمی ہوگئے اور 3 دن بعد اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ مدت خلافت 4 سال 9 ماہ ہے۔

آپؓ کی تدفین کے موقع پر آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت حسنؓ نے جو خطبہ دیا، اس میں ارشاد فرمایا: لوگو! کل تم سے ایک ایسا شخص رخصت ہوگیا۔ جس سے نہ اگلے علم میں پیش قدمی کر سکے، نہ پچھلے اسکی برابری کر سکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ اس کے ہاتھ میں اسلام کا جھنڈا دیا کرتے تھے اور اس کے ہاتھ پر فتح نصیب ہو جاتی تھی۔ اس نے چاندی سونا کچھ نہیں چھوڑا، صرف اپنے وظیفے میں سے 700 درہم ورثا کے لیے چھوڑے ہیں۔

قارئین کرام! یہ آپؓ کے زہد کی ایک ادنیٰ مثال ہے۔ دوسری طرف آپؓ کی سخاوت بھی ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے۔ 40 ہزار دینار سالانہ تو صرف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زکوٰۃ کی مد میں ادا کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانان عالم کو اسداللہ الغالب حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مولانا انعام اللہ *

حضرت مولانا عطاء الرحمنؒ، ناظم تعلیمات علامہ بنوری ٹاؤن

حیات و خدمات کا مختصر جائزہ

ماہنامہ الحق کے خصوصی شمارہ بنام "مشاہیر" (مکتوبات) کے دو عدد نسخے موصول ہوئے۔ فجزاکم اللہ خیرا وشکر مساعیکم السامیة وتقبل جحودکم المیمونة. اس شمارے کے "نقش آغاز" میں آپ نے پاکستان میں پھیلے ہوئے مدارس دینیہ کے سلسلہ ذھبیہ میں سے حادثاتی اموات کے ذریعے الگ ہونے والے چار اساطین علم کی شہادت پر ادارتی نوٹس لکھے ہیں۔ ایک مہینے کی مختصر مدت میں داغ مفارقت دینے والے کہنہ مشق مدرسین اور اپنی اپنی دلچسپی کے دینی میدانوں کے شہسوار علماء کی شہادت مدارس دینیہ کی تاریخ کے ان کربناک انوکھے واقعات میں سے ہے، جس نے حالیہ سالوں میں عام مسلمانوں کو بالعموم اور تشنگان علوم دینیہ اور دیگر متعلقین مدارس دینیہ کو ایسے ناقابل برداشت صدموں سے دوچار کر دیا ہے، جو زندگی بھر ان کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ آپ نے بالکل درست لکھا ہے کہ " حالات کے جبر کا کیا کہیے، کہ ادارتی صفحات کا مسلسل پانچواں صفحہ علمائے حق کی جدائی میں خون دل سے لکھ رہا ہوں، گذشتہ ایک ماہ سے مسلسل علمی و دینی حلقے پے در پے حادث کے جام پئے جا رہے ہیں۔ ایک کے بعد دوسرا حادثہ فاجعہ سر پر تیار کھڑا ہے۔ سمجھ نہیں آ رہی کہ قیامت سے پہلے کیوں قیامت کی شروعات ہوگئیں ہیں" پے در پے علماء حق کے اٹھ جانے سے پیغمبر صادق ﷺ کی یہ پیش گوئی پوری ہوتی نظر آتی ہے۔

﴿اِن اللّٰہ لا یقبض العلم انتزاعًا ینتزعه من الْعِباد ،لکن یقبض العلم بقبض العلمآء ،فاِذا لم یُبْقِ عالماً اتَّخذَ الناسُ رُؤُوسًا جُھّالًا فَسُئِلُوا،فاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا﴾ (بخاری)

آپ نے جن علماء کرام کی شہادت کے تذکرہ کو ماہنامہ الحق کے ادارتی نوٹ میں موضوع سخن بنایا ہے، ان میں سے مولانا نصیب خان رحمہ اللہ کا تعلق تو آپ کے مدرسہ، جامعہ حقانیہ، ہی سے تھا، مرحوم جامعہ کے استاد حدیث تھے۔ مولانا سید محسن شاہ حقانی رحمہ اللہ بھی جامعہ حقانیہ ہی کے فارغ التحصیل اور جامعہ حلیمہ درہ پیزو کے مہتمم و منتظم تھے۔ مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمہ اللہ جامعۃ العلوم الاسلامیۃ، بنوری ٹاؤن، کراچی، کے فارغ التحصیل اور کئی ایک مدارس و مساجد میں درس و تدریس اور تقریر و تحریر کے ذریعے اشاعت دین کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ جبکہ حضرت مولانا عطاء

* مدیر جامعۃ الامام ابوحنیفہ وسینئر ریسرچ آفیسر اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد

الرحمٰن رحمہ اللہ جامعۃ العلوم الاسلامیۃ ، بنوری ٹاؤن، کراچی، ہی کے فارغ التحصیل تھے،اور عالم اسلام کے اس عظیم دینی مرکز میں استاد الحدیث اور ناظم تعلیمات کی حیثیت سے دین حق کی تعلیمات کی نشر واشاعت کے لیے اپنی زندگی وقف کیے ہوئے تھے، نیز جامع مسجد صالح ،صدر، کراچی، میں امامت وخطابت کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ان میں سے اول الذکر تینوں حضرات ملک عزیز میں جاری دہشت گردی کا شکار ہوئے ، جبکہ حضرت مولانا عطاء الرحمٰن شہید اپنی ہمشیرہ اور رفیق سفر وحضر (وقبر) مولانا عرفان حمید میمن شہید سمیت، بھوجا ایئر لائن کے حادثے میں جام شہادت نوش فرما گئے ۔مولانا شہید سے میرے کئی ایک خاندانی وروحانی رشتے تھے،آپ میرے ماموں زاد بھائی، سالے اور بہنوئی تھے، اور استاد ومربی بھی۔آپ نے ان کی شہادت کے واقعے کو حسب ذیل عنوان سے معنون فرمایا ہے:''ایک گوہر نایاب انسان حضرت مولانا عطاء الرحمٰن کی المناک جدائی'' کیا عجیب توافق ہے،مولانا شہید کے والد محترم (میرے ماموں جان)، جن کو اللہ تعالیٰ نے ضعف اور بیماری کی حالت میں ایک عظیم بیٹے اور معصوم صفت بیٹی کی المناک جدائی کی آزمائش وابتلاء کی بھٹی سے گزارنے کے لئے چنا ہے، واقعہ کے چند ہی دن بعد اچانک بچھڑنے والی اپنی اولاد کو یاد کر کے حافظ الپوری کا یہ شعر پڑھنے لگے:

اصلی گوہر زما د لاسہ پہ دریاب کے ڈوب شہ:: کہ ڈک سیند ونہ پسے اوچ کڑمہ پیدا بہ نشی۔

(گوہر نایاب میرے ہاتھ سے گر کر دریا برد ہو گیا، اب اگر بھرے دریاؤں کے پانی کو سکھا کر بھی میں اس کو تلاش کروں، تو ہاتھ نہیں آئے گا)

واقعتاً مولانا شہید ایک گوہر نایاب تھے، نہ صرف اپنے والدین اور عزیز واقارب کے لیے، بلکہ ہزاروں کی تعداد میں اپنے شاگردوں، مقتدیوں، آپ جیسے دوست احباب، متعلقین اور عامۃ المسلمین کے لیے بھی، جبھی تو ان کے لیے غمزدہ والد محترم کی زبان ''اصلی گوہر'' کے الفاظ بولتی ہے، تو آپ کا قلم ''گوہر نایاب'' کے الفاظ لکھتا ہے۔یہ توافق اسی لیے تو ہے کہ وہ واقعتاً ''گوہر نایاب'' تھے،اور انہی الفاظ کے صحیح اور سچے مصداق۔اس ''گوہر نایاب'' کو سانچے میں ڈھالنے کے لئے دست قدرت نے ہم سب کی مادر علمی ' جامعۃ العلوم الاسلامیۃ ،بنوری ٹاؤن کراچی' جیسے علم وعرفان کے مرکز کا انتخاب کیا تھا،اور اس کو تراشنے اور واسطۃ العقد بنانے کے لئے وہاں کے جبال العلم جیسے اُولیاء وقت اساتذہ کرام کی آغوش تربیت کو نامزد کیا تھا۔

جامعہ حقانیہ سے عقیدت واحترام کا ہمارا پرانا خاندانی تعلق رہا ہے، میرے والد صاحب کے ماموں اور میرے استاد مولانا شمس تبریز رحمہ اللہ، جامعہ حقانیہ کے غالباً پہلے یا دوسرے سال کے فضلاء میں سے ہیں، مظاہر العلوم سہارنپور میں پڑھ رہے تھے، کہ تقسیم ہند کا عمل رونما ہوا، اس لئے علوم دینیہ کی تکمیل پاکستان میں کی، اور دورہ حدیث کی سند فضیلت جامعہ حقانیہ سے حاصل کی۔فرمایا کرتے تھے، کہ مدرسے کا آغاز تھا، مطبخ کا باقاعدہ انتظام نہیں تھا، اس لیے

مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ طلباء کے لیے اپنے گھر ہی میں تندور پر روٹیاں پکوا لیتے تھے، اور روٹیوں سے بھری ٹوکری سر پر رکھ کر مدرسہ لے آتے تھے۔ ایک دن پڑوسیوں نے شکایت کی کہ طلباء ہمارے کھیتوں میں آکر درختوں کی ٹہنیاں توڑتے ہیں، اور نقصان کرتے ہیں۔ آپ نے طلباء کو جمع کیا، اور سمجھاتے ہوئے فرمایا: تمہیں لکڑیاں توڑنے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے؟ تمہارے لیے تو میں اپنے گھر سے روٹیاں پکوا کر لاتا ہوں۔

جب ۱۹۷۶ء میں مولانا شہید نے میٹرک تک کی عصری تعلیم سے فراغت حاصل کی تو ان کو دینی تعلیم دلوانے اور آپ کے الفاظ میں "گوہر نایاب" بنانے کے لیے خاندان کے بزرگوں کی نگاہ انتخاب جن مدارس پر پڑی، جامعہ حقانیہ اس تعلق کی وجہ سے ان میں سرفہرست تھا۔ ماموں جان (مولانا شہید کے والد محترم) بتلاتے ہیں، کہ میں اور مولانا شمس تبریز صاحب رحمہ اللہ داخلہ کے بارے میں معلومات لینے کے لیے جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک گئے، دفتر میں مولانا سمیع الحق صاحب (مدظلہ العالی) سے ملاقات ہوئی، حاضری کا منشاء بتایا کہ بچے کے داخلے کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا اور جامعہ کے اس وقت کے ناظم صاحب کو بلوا کر داخلہ کے متعلق ان کی رائے معلوم کی، جناب ناظم صاحب نے تاخیر سے آنے اور رہائش کے لیے جگہ کی قلت کی انتظامی رکاوٹ کا تذکرہ کیا، ہم نے بڑے درجوں کے ایک طالبعلم کے حوالے سے رہائش کا انتظام ہونے کی بات کی۔ اس طالبعلم کو بلوایا گیا اور ان سے وضاحت طلب کی گئی، غرض مولانا سمیع الحق صاحب داخلہ کی گنجائش نکالنے کی کوشش کرتے رہے، اور ناظم صاحب انتظامی رکاوٹوں کا تذکرہ فرماتے رہے اور یوں یہ داخلہ نہ ہو سکا۔ ادھر بچے کے دادا جان (بابا جی رحمہ اللہ) کی مولانا محمد یوسف بنوری صاحب رحمہ اللہ سے بھی شناسائی اور تعلق تھا، اور اپنے سفر کراچی میں مولانا بنوری کی بعد از عصر اصلاحی مجالس میں شرکت فرماتے رہتے تھے، اسی شناسائی اور تعلق کی بنیاد پر اس بچے کو "گوہر نایاب" بنانے کے لیے قدرت کی نگاہ انتخاب بنوری ٹاؤن پر پڑی، اور یوں جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں داخلہ ممکن ہو گیا، اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج آپ نے ان کو "گوہر نایاب" کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔ مولانا شہید چونکہ ہمیشہ نظامت کے منصب پر فائز رہے، پہلے ناظم دارالاقامہ تھے، اور بعد میں ناظم تعلیمات، اس لیے نظامت کے نشیب و فراز، باریکیوں اور تلخ و شیرین تجربات سے خوب واقف تھے، اسی لیے جب بھی کسی مجلس میں اپنے والد محترم کی زبانی یہ واقعہ سنتے، تو تبسم آمیز خوبصورت انداز میں بات کو ٹالتے ہوئے مولانا انوار الحق صاحب (نائب مہتمم، جامعہ حقانیہ، اکوڑہ خٹک) کا تذکرہ چھیڑ دیتے، اُسفار حرمین کی ملاقاتوں یا پھر وفاق المدارس کی میٹنگوں میں ہونے والی ملاقاتوں کا تذکرہ فرماتے اور مولانا انوار الحق صاحب سے سنی ہوئی دلچسپ باتوں کو انہی کے انداز میں نقل فرماتے، اور یوں پوری مجلس کشت زعفران بن جاتی. اور کبھی آپ کا بھی تذکرہ فرماتے، بالخصوص بیرون ملک اسفار کا حوالہ دیتے ہوئے دلچسپ واقعات سناتے۔ آپ نے بھی اپنے ادارتی نوٹ میں طویل ہوائی اسفار کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے "سفر میں ساتھی کی ایک ایک چیز کا

خیال رکھنا اور ہر ممکن سہولت فراہم کرنا ان کا خاصہ تھا'' اور'' آپ جہاز میں اکثر برادرم عتیق الرحمٰن صاحب اور میرے ساتھ والی سیٹ پر تشریف رکھتے۔'' اپنے مخصوص اور دلچسپ انداز گفتگو میں روداد سفر سناتے ہوئے ہم نے متعدد بار مولانا کی زبانی اس کا تذکرہ سنا۔ اسکا ظاہری سبب تو بہر حال آپ حضرات کا عزت وتکریم اور محبت وشفقت پر مبنی باہمی تعلق تھا، لیکن مولانا کی گفتگو کے بین السطور سے جو وجہ ہمیں سمجھ میں آتی، بلکہ ہمیں بھی غیر محسوس انداز میں سمجھانے کی کوشش کرتے، وہ یہ تھی کہ آپ کے اندر تواضع کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ہر قسم کی بھی ٹھاٹ بھاٹ اور تکلفانہ طور طریقوں سے تو گویا آپ کو نفرت تھی، مناصب جلیلہ پر فائز ہوتے ہوئے ان دونوں باتوں کی رعایت کرنا ایک مشکل کام ہے، جس کے لیے حکمت وتدبر کی بھی ضرورت ہوتی ہے، تاکہ عزلت پسندی یا غیر سنجیدگی کا الزام اپنے سر نہ دھر لیا جائے۔ اس لیے آپ اپنے مرتبہ اور مقام کی رعایت کرتے ہوئے بڑوں سے تعظیم واحترام کے ساتھ ملتے، حال احوال پوچھتے، علمی گفتگو فرماتے، لیکن طویل اور بے تکلفی کی نشستوں کے لیے اپنے ہم عمر یا کم عمر ساتھیوں کا انتخاب فرماتے، اور شفقت ومحبت، عزت ودلجوئی، حوصلہ افزائی وتشجیع پر مبنی رویہ کا اظہار فرماتے۔

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ کی وہ بابرکت رات مجھے اچھی طرح یاد ہے، جب حرم پاک میں ختم القرآن کے موقع پر امام حرم کی طویل رقت آمیز دعاؤں میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد ہم تقریباً رات ایک بجے بیت اللہ شریف کے طواف کی سعادت حاصل کررہے تھے، کہ ملتزم کے بالکل سامنے آپ کے والد محترم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی کے ساتھ ملاقات ہوئی، اسی لمحے جماعت اسلامی کے راہنما جناب محمد حسین محنتی (مولانا شہید کے مقتدی) بھی طواف کرتے ہوئے اسی جگہ پہنچ گئے۔ طواف روک کر ایک دوسرے سے ملے، حال احوال معلوم کیا، میں نے ازراہ تفنن کہا: گویا مطاف میں ایم ایم اے کا اجتماع ہوا۔ تینوں حضرات بڑے محظوظ ہوئے، مولانا شہید رحمہ اللہ نے دونوں حضرات کو اس جملے کی طرف دوبارہ سہ بارہ متوجہ کیا۔ طواف کے بعد میزاب رحمت کے سامنے بیٹھ گئے، اور جب تک آپ کے والد گرامی وہاں تشریف فرما رہے، مولانا شہید بھی نہیں اٹھے، حالانکہ پروگرام کے مطابق ہمیں جلدی کمرے میں جانا تھا۔ لیکن انکی مروت نے یہ گوارا نہیں کیا کہ بڑوں کو چھوڑ کر مجلس سے اٹھ جائیں۔

وفاق المدارس کے تحت منعقد ہونے والے سالانہ امتحانات میں بحیثیت نگران اعلیٰ جامعہ حقانیہ میں مولانا شہید رحمہ اللہ کی ڈیوٹی تھی، اس سال آپ بھی امتحان دے رہے تھے۔ جمعرات کو پرچے کے اختتام کے وقت میں بھی اسلام آباد سے اکوڑہ خٹک پہنچا۔ مولانا شہید نے مجھے امتحان ہال میں بلایا، اور اپنی گفتگو کے آغاز ہی میں آپ کی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ راشد الحق صاحب نے امتحانی نزاکتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارا بہت خیال رکھا، اور کسی طالب علم کو انگلی اٹھانے کا موقع فراہم نہیں کیا۔ چونکہ مولانا کی طبیعت بہت حساس تھی، کسی بھی طالب علم کی طرف سے اشارۃً، کنایۃً ایسی بات، جس سے کسی دوسرے طالب علم کے ساتھ ترجیحی رویے کی بو آتی ہو، آپ

کو پریشان کردیتی ،اور کبھی کبھار تو الزام لگانے والے کی خوب اصلاح فرماتے ۔اس لیے آپ کا جب بھی تذکرہ فرماتے ،اس امتحان کا حوالہ ضرور دیا کرتے ۔اور بصراحت فرماتے ،کہ جناب راشدالحق صاحب نے امتحان میں ایسا اچھا رویہ اپنایا، کہ کسی کو بھی بات کرنے کا موقع ہاتھ نہیں آیا۔

مجھے یاد ہے کہ اس امتحان سے فراغت کے بعد جامعہ سے رخصت ہونے سے پہلے مولانا مغفوراللہ صاحب کی خدمت میں حاضری دی، دعائیں لیں اور رخصت ہوتے وقت اپنی عادت شریفہ کے مطابق جیب میں موجود قلم مولانا کو ہدیۃً دیا۔ کمرے سے باہر آ کر فرمانے لگے کہ ہدیہ تو معمولی تھا، لیکن مجھے یقین ہے کہ مولانا مغفوراللہ صاحب اس قلم کو جب بھی استعمال میں لائیں گے، تو استاد حدیث ہونے کے ناطے ضرور حدیث کے الفاظ یا درود شریف کے کلمات تحریر فرمائیں گے، اور یوں خدمت حدیث میں ہمارا بھی حصہ ہو جائے گا، جو قیامت کے دن شفاعت نبوی ﷺ کے حصول کا ذریعہ بنے گا۔ یادرہے کہ مولانا مغفوراللہ صاحب سے آپ کا رشتہ محض یہی تھا کہ مولانا ایک بزرگ انسان ہیں، قال اللہ اور قال الرسول میں ان کی زندگی کے قیمتی لمحات گزر رہے ہیں، غالباً ان سے مولانا کی یہ پہلی ملاقات تھی۔ مولانا شہید مردم شناس بھی بہت تھے، پہلی ہی ملاقات بلکہ ٹیلیفونک گفتگو میں بھی آدمی کو پہنچان لیتے ،اور اس کے مطابق تعلق رکھتے۔ مولانا مغفوراللہ صاحب سے کس حد تک عقیدت تھی؟ اس کا اندازہ اس سے لگایئے کہ جب رواں سال برادرم مولانا امداداللہ صاحب نے حسب روایت الجامعۃ الاسلامیہ بابوزئی کی افتتاحی تقریب میں حافظ شوکت علی صاحب ، مدرس جامعہ حقانیہ کی وساطت سے مولانا مغفوراللہ صاحب کو مدعو کیا، تو مولانا شہید نے حسب معمول ترحیبی کلمات ارشاد فرمائے ، اپنی گفتگو کا آغاز اس حدیث پاک سے کیا۔(النَّاسُ کَاِبِلٍ مِائَۃٍ، لَاتَکَادُ تَجِدُ فِیۡھَا رَاحِلَۃً)(ابن ماجہ) پھر حدیث نبوی کی تشریح کرتے ہوئے جس عقیدت واحترام کے ساتھ مولانا مغفوراللہ صاحب کو اس حدیث شریف کا مصداق ٹھہرایا، کم از کم میں نے اس سے قبل مولانا شہید کا یہ انداز نہیں دیکھا تھا، آپ کا والہانہ انداز گفتگو اس بات کی غمازی کررہا تھا کہ آپ دل کی گہرائیوں سے علم وتقویٰ کے اعتبار سے مولانا کو ایسی شخصیت سمجھتے ہیں، جو اپنی نظیر آپ ہیں، جن کا شمار رجال کار میں ہوتا ہے، اور جو ڈھونڈنے سے نہیں ملتے۔ اور یہ بات تو ہم سب جانتے ہیں، کہ مولانا شہید کے مزاج میں تصنع اور بناوٹ کا شائبہ تک نہیں تھا، محض مجلس آرائی یا داد تحسین حاصل کرنے کی غرض سے کسی کی تعریف کرنا آپ کی ڈکشنری میں نہیں تھا۔

جامعہ حقانیہ ،اکوڑہ خٹک ، کے اکابر کے ساتھ عقیدت واحترام کے حوالے سے ایک اور معمولی سا واقعہ بھی عرض کیے دیتا ہوں، چند سال پہلے زروبی ،صوابی ، کے ہمارے ایک ساتھی کے والد صاحب کے انتقال کی خبر ملی۔ اس وقت مولانا شہید بھی گاؤں میں تھے، میں نے نماز جنازہ میں شرکت کے لیے زروبی جانے کا ارادہ ظاہر کیا، تو فرمایا: میں بھی ساتھ چلتا ہوں، جنازے میں شرکت بھی ہو جائے گی اور مفتی فرید صاحب (جو اس وقت تقریباً صاحب فراش تھے

) کی زیارت بھی ہو جائے گی۔ نماز جنازہ سے فراغت کے بعد ہم لوگ مفتی صاحب کی مسجد میں غالباً عصر کی اذان کے بعد پہنچ گئے۔ مفتی صاحب رحمہ اللہ کو اطلاع دی گئی کہ کراچی کے چند علماء زیارت کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں، آپ وہیل چیر پر بیٹھ کر مسجد تشریف لے آئے، وضو بنایا، مصافحہ کرنے اور حال احوال معلوم کرنے کے بعد فوراً جیب میں موجود کل سرمایہ تقریباً (تین سو روپے) نکال کر اپنے پوتے کو دیئے اور مہمانوں کی خاطر تواضع کرنے کی ہدایت کی، ہم نے دیر ہونے کا عذر پیش کیا، مفتی صاحب نے خلاف معمول ہمارا عذر قبول کیا، ان کے بیٹے نے بتایا کہ کچھ کھائے پیئے بغیر کسی مہمان کو اجازت دینا مفتی صاحب کی عادت نہیں ہے، آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ کو اجازت مل گئی، تاہم مہمانوں کی خاطر تواضع نہ ہونے پر بعد میں ضرور ہماری تادیب ہوگی۔ مولانا شہید مفتی صاحب کے سامنے انتہائی عقیدت واحترام کے ساتھ بیٹھے رہے، جس طرح کوئی شاگرد اپنے استاد کے سامنے بیٹھتا ہے۔ غیر محسوس طریقے سے مفتی صاحب کے ہاتھوں میں کچھ ہدیہ رکھ کر ہاتھوں پر بوسہ دیا، اور رخصت ہوئے۔ بظاہر یہ ایک معمول کی ملاقات تھی، لیکن جب بھی یہ منظر یاد آتا ہے، غیر اختیاری طور پر نگاہوں کے سامنے ایک ایسا نقشہ بنتا چلا جاتا، جو تواضع وانکساری، شفقت ومحبت، عقیدت واحترام، زہد وقناعت اور سخاوت واکرام جیسے اعلیٰ اسلامی اخلاق واوصاف سے مرصع ہو، جس کا تانا بانا اپنے وقت کی دو ایسی عظیم ہستیاں ہوں جن میں تقدم زمانی، عمر، جلالت قدر اور علم میں تفاوت کے باوجود کئی ایک چیزیں قدر مشترک تھیں۔ عالم اسلام کی دو عظیم جامعات (جامعہ حقانیہ، اکوڑہ خٹک اور جامعۃ العلوم الاسلامیۃ، بنوری ٹاؤن) کی مسند درس وتدریس، بالخصوص مسند حدیث پر جلوہ افروزی، دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہزاروں شاگردوں کی عقیدت واحترام کے لیے دونوں کی شخصیتوں کی مرکزیت ومحوریت، علیٰ وجہ البصیرت مسلک حنفی ومشرب دیوبندی میں تصلب، زہد وقناعت، نام ونمود اور تشہیر ذات کے نت نئے طریقوں سے کوسوں دوری، وہ مشترک باتیں ہیں، جو مفتی فرید صاحب رحمہ اللہ اور مولانا عطاء الرحمٰن شہید رحمہ اللہ کی شخصیتوں میں نمایاں طور محسوس کی جاسکتی ہیں۔ تاہم اس کا اندازہ ان لوگوں کو ہوسکتا ہے، جو دونوں کے قریب رہے ہوں، بات طول پکڑ رہی ہے، میں مزید وضاحت کے لیے صرف ایک چیز کا تذکرہ کرتا ہوں۔ جناب مفتی فرید صاحب کے شاگردوں سے سنا ہے، کہ جب ان کی تقریر ترمذی چھپنے کے مرحلے میں تھی، تو آپ نے ہدایت فرمائی کہ انتہائی ہلکا کاغذ لگایا جائے، اور کل حقیقی اخراجات کو مطبوعہ نسخوں کی تعداد پر تقسیم کیا جائے، اور ہر نسخے کی وہی قیمت مقرر کی جائے، جو اس پر حقیقی خرچ آیا ہے، تاکہ بے وسیلہ تشنگان علوم دینیہ کے لیے خریدنا اور استفادہ کرنا ممکن اور آسان ہو۔ بحیثیت مفتی آپ ضرور جانتے تھے کہ چند پیسے زیادہ قیمت مقرر کرکے نفع کمانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں، لیکن آپ کے فیاضانہ مزاج نے ازراہ مروت طلباء مدارس دینیہ سے نفع کمانا گوارا نہیں کیا۔ ادھر مولانا عطاء الرحمٰن شہید کا طرز عمل ملاحظہ کیجیے: "چالیس روزہ دینی واخلاقی تربیتی کورس" کے لیے" تعلیم وتربیت" کے نام سے چھپنے والی تین حصوں/ جلدوں پر مشتمل کتاب، جسکا چوتھا حصہ زیر طبع ہے، کو جس شبانہ روز

محنت، عرق ریزی اور تحقیق وجستجو کے ساتھ منصۂ شہود پر لائے، وہ واقفان حال ہی جانتے ہیں۔ لیکن حقوق طبع کس کے پاس محفوظ ہیں؟ کتاب کے ٹائٹل والے دو تین صفحات اس کے شاہد ہیں، جامع مسجد صالح، صدر کراچی کی سیڑھیوں کے نیچے چھوٹے سے کمرے سے شروع ہونے والی اس تحقیق وجستجو اور محنت کا دائرہ کراچی، صدر اور بندر روڈ کی پرہجوم اور تنگ گلیوں، بابوزئی مردان کے کھیت کھلیانوں، نجی اور گھریلو محافل ومجالس، حرمین الشریفین کے اسفار ومقدس مقامات، افریقی ممالک (ساؤتھ افریقہ، زمبیا، کینیا وغیرہ) ویسٹ انڈیز، برازیل، لندن کے ہوائی اسفار، ایئر پورٹس کی انتظار گاہوں اور ان ممالک کے مدارس ومساجد میں منعقد ہونے والی نجی محافل ومجالس تک وسیع ہے۔ (چوتھے حصے کا مسودہ حادثے پر منتج ہونے والے سفر میں برائے نظر ثانی ساتھ تھا)، شاگردوں اور اساتذہ جامعہ کی پوری ایک ٹیم کو اس محنت شاقہ میں آغاز ہی سے اپنے ساتھ شریک کار رکھا تھا۔ تحقیق وجستجو کی ان تمام محنتوں کو سمیٹ کر "جامعۃ العلوم الاسلامیۃ، علامۃ بنوری ٹاؤن، کراچی" کی "مجلس دعوت وتحقیق اسلامی" کی جھولی میں ڈال دیا، اس لیے کہ آپ کا پکا ایمان ویقین تھا، کہ ہماری جھولیوں میں اگر کچھ ہے، تو وہ مادر علمی کے اس چشمہ صافی سے ملا ہے، اگر یہ رشتہ منقطع ہوا، تو ہم تہی دامن ہیں، کسی بھی شکل میں حقوق طبع جامعہ کے علاوہ کہیں محفوظ کراتے، تو اپنی حساس طبیعت کی وجہ سے ان کو اندیشہ تھا کہ ﴿يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا﴾ کے مصداق نہ بن جائیں، بلکہ آپ تو ایک قدم اور بھی آگے بڑھے، تصنیف وتالیف کے اس مسلمہ اصول کو بھی نظر انداز کیا کہ کتاب کا مصنف معلوم ہونا چاہیے، ورنہ جہالت مصنف کی وجہ سے تصنیف کا علمی وتحقیقی مقام غیر معتبر رہتا ہے، آپ نے کتاب کے کسی بھی صفحے پر اپنا نام لکھنا، لکھوانا گوارا نہیں کیا۔ خود فرمایا کرتے تھے، کہ مفتی نظام الدین شہید رحمہ اللہ نے "دعائیہ کلمات" کے عنوان سے اپنی تحریر میں میرا نام لکھا تھا، لیکن میں نے تحریر پڑھ کر عرض کیا کہ آج میں ایک بے ادبی کرتا ہوں، اور جامعہ کے دفتر میں مفتی صاحب کے سامنے بیٹھے بیٹھے میں نے ان کے ہاتھ سے تحریر کردہ اپنا نام کاٹ دیا، مفتی صاحب مسکرائے، اور میری اس "بے ادبی" کی تحسین فرمائی۔ اس انتظام کے باوجود آپ پھر بھی اس اندیشے کا اظہار فرماتے تھے کہ کہیں اس کتاب کو تجارت کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ "تعلیم وتربیت" نامی اس کتاب کو جو مقبولیت ملی، وہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس بے اصولی کو بھی تکوینی طور پر ایک اصول کا مرتبہ حاصل ہوا۔ آج ہمارے سامنے صرف ونحو کی کئی ایک کتابیں زیور طبع سے آراستہ موجود ہیں، جن پر مصنف کے نام کے بجائے یہ عبارت لکھی ہوئی ہے، مرتبین: اساتذہ جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی۔ مجھے نہیں معلوم، کہ آغاز میں یہ رائے کس نے دی؟ اور کس طرح جامعہ کے ارباب حل وعقد نے اس اصول سے اتفاق کیا؟، تاہم مجھے یقین ہے کہ اس میں مولانا شہید کی سوچ ضرور کارفرما ہوگی۔

مولانا شہید کے دل میں اکابر سے عقیدت واحترام اور اکابر پر اعتماد کے جذبات کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے، یہی وجہ تھی، کہ کم عمر ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اکابر سے مشابہت جیسی وہبی نعمت سے سرفراز فرمایا تھا، جس پر یہ شعر پورا

پورا صادق آتا ہے: (این سعادت بزور بازو نیست : تانہ بخشد خدائے بخشندہ) یہی وجہ تھی کہ لباس اور ظاہری ہیئت میں انتہائی سادگی اختیار کرنے کے باوجود ان کی ذات اور شخصیت میں واقفان حال کو اکابر کی جھلک نظر آجاتی، چند سال پہلے کی بات ہے، مولانا کفایت اللہ صاحب، فاضل جامعہ حقانیہ و مدرس جامعہ فاروقیہ، حیات آباد، پشاور (استاد محترم مفتی رضاء الحق صاحب کے والد گرامی مولانا شمس الہادی صاحب رحمہ اللہ، سابق شیخ الحدیث، جامعہ اسلامیہ، اکوڑہ خٹک کے تلمیذ رشید اور خادم خاص) کے ہاں مولانا شہید کی معیت میں حاضری کا موقعہ ملا، مولانا کفایت اللہ صاحب کی مولانا شہید کے ساتھ یہ پہلی باقاعدہ ملاقات تھی، اس سے پہلے کوئی لمبا چوڑا تعارف یا شناسائی نہیں تھی، مولانا شہید بیٹھک (مہمان خانے) میں ایک جگہ پر تشریف فرما ہوئے، مولانا کفایت اللہ صاحب کافی دیر تک دیکھتے رہے، اور پھر بولے: شیخ صاحب (مولانا شمس الھادی صاحب) پشاور آمد کے موقع پر میرے گھر تشریف لاتے اور مجھے خدمت کا موقع فراہم کرتے، وفات سے چند دن پہلے آخری مرتبہ جب تشریف لائے تھے، تو اسی جگہ تشریف فرما تھے، جہاں آپ (مولانا شہید) تشریف فرما ہیں، آپ کو اس جگہ تشریف فرما دیکھ کر مجھے حضرت شیخ یاد آگئے۔

مجھے یقین ہے کہ مولانا شہید کی حیات میں متذکرہ بالا باتوں کا اظہار ناممکن تھا، بالخصوص میری زبان یا قلم سے اظہار پر تو اچھی خاصی ناراضگی ہوتی اور اب بھی ان کی روح ان باتوں کے دھرانے پر خوش نہیں ہوگی، تاہم یہ جرأت اس لیے کررہا ہوں کہ شاید مجھ جیسے بے ہمت شاگردوں کو بھی اپنی ذات کو اس طرح کے خفاء و خمول کے پردہ میں رکھنے، اپنی مادر علمی پر فدا ہونے اور اکابر سے عقیدت و احترام اور ان پر اعتماد کرنے کی ہمت ہو، اور اس وطیرہ حیات کو اختیار کرکے اس طریقے سے مولانا شہید کے لیے صدقہ جاریہ کی ایک شکل بن جائے۔ برادرم جناب راشد الحق صاحب! بات بہت طویل ہوگئی، جو عموماً باعث ملال ہوتی ہے، لیکن شاید اس لیے باعث ملال نہ ہو، کہ مولانا شہید کی ذات موضوع سخن ہے، اور:

ماھر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم الا حدیث یار کہ تکرار می کنم

نیز: أَعِدْ ذِكْرَ نُعْمَان لَنَا إِنَّ ذِكْرَهُ :: هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهُ يَتَضَوَّعُ

(نعمان (ابو حنیفہ رحمہ اللہ) کا تذکرہ بار بار کیجیے، اس لیے کہ ان کا تذکرہ مانند مشک ہے، جتنی بار الٹ پلٹ کروگے، خوشبو مہکتی رہے گی)

بذریعہ ٹیلی فون آپ کا شکریہ ادا کیا تھا لیکن آپ کا حکم تھا کہ مولانا شہید کے بارے میں چند باتیں تحریر کروں، جن کو خط کی شکل میں تحریر کرنے کا باعث ''مشاہیر'' بنا۔ ''مشاہیر'' کے حوالے سے تعارفی مضامین پڑھ کر یہ خیال آیا کہ آپ بھی اپنے والد محترم کی طرح قدردان ہونگے۔

ابوزین پیر سید محی الدین محبوب حنفی قادری*

اسلام میں ادب واحترام کا مقام

اسلام ایک مکمل دین ہے جس میں عقائد عبادات معاملات، اخلاقیات، روحانیت، سیاست، عائلی خاندانی اُمور، انفرادی اجتماعی معاملات اور اس کی تہذیب و اصلاح وحقوق کی فراہمی اور ذمہ داریوں سے آگاہی دینی تعلیمات کا ایک مستقل حصہ ہے۔ جو لحہ بہ لحہ انسان کے لیے ایک دستور کے طور پر راہنمائی مہیا کرتا ہے۔ اسلام ہر پہلو سے کامل، قابل عمل، ہر دور کے لیے لائق نفاذ ضابطہ خالق کائنات ہے۔ انسان کو ترقی وکمال تک پہنچانے کے لیے جن ضوابط و قواعد کا لحاظ رکھنا ضروری ہے ان میں احترام باہمی کو بہت غیر معمولی حیثیت حاصل ہے۔ خصوصاً مذہبی معاملات، عقائد و نظریات ایسے حساس اُمور میں سے ہیں کہ جب ان کی تحقیر وتوہین واستخفاف واھانت کا ارتکاب کیا جارہا ہو تو فرد معاشرہ اسلامی کی انفرادی واجتماعی قوت برداشت کے لیے ومظاہرہ صبر اور اس پر ایسے مرحلہ میں گستاخانہ کافرانہ ذہنیت وکاوش کا جواب نہ دینا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اُمت مُسلمہ کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ وہ انبیاء سابقین سمیت آقا و مولا حضور مُعلم و مقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم سے بے پناہ محبت وعشق کرتے ہیں اور آپ کا ادب واحترام اپنے دین وایمان کی جان سمجھتے ہیں اور جو کوئی کسی بھی طرح آپ کی بے ادبی گستاخی کا مرتکب ہو اُسے بدترین مُجرم اور انتہائی سزا کا مُستحق قرار دیتے ہیں۔ تعظیم وعزت واحترام وادب کا روزمرہ زندگی میں بہت اہم مقام ہے۔ کیا ہم اپنے بچوں کو اس امر کی تربیت نہیں کرتے کہ وہ ماں باپ، اساتذہ، بڑوں، سکول کے قواعد وضوابط، ٹریفک کے قواعد وضوابط، خاندانی قواعد و ضوابط اور ثقافتی رسُوم ورواج کی پابندی کریں۔ اور اُن کا لحاظ رکھیں؟ دوسروں کے جذبات اور اُن کے حقوق کا احساس کریں۔ اپنے مُلک کے جھنڈے اور اپنے مُلک کے سیاسی و مذہبی وعلاقائی وروحانی راہنماؤں کا احترام کریں۔ ہماری زندگی کا ہر لحہ ہماری اپنی عزت نفس کی بحالی وتحفظ میں کس محنت وکوشش سے بسر ہوتا ہے یہی عزت واحترام تعظیم وادب کی اہمیت کو سمجھنے میں کافی ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ ماہرین فلسفہ نے خصوصیت سے اخلاقی وسیاسی فلاسفی پر بہت بحث وتمحیص کی ہے کیونکہ معاشرے میں مساوات وانصاف، لاقانونیت ومحرومیت، حاکمیت ونیابت، اخلاقی وسیاسی حقوق وفرائض، اخلاقی

---

* سجادہ نشین خانقاہ محبوب آباد شریف حویلیاں

ترغیبات واخلاقی ترقیات ،ثقافتی نوعیات اور تحمل ،سزا اور سیاسی خلاف ورزیاں وہ اُمور واشغال ہیں جو اخلاقی وسیاسی فلاسفی کا مبحث ہیں۔

آج کا معاشرہ جہاں بہت سے گونا گوں مسائل کا شکار ہے اس میں سب سے اہم مسئلہ معاشرتی ضرورت و معاشرتی اکائی کے طور پر ادب واحترام تعظیم وتوقیر وعزت نفس کا مسئلہ ہے جس کو بہت سی جہات سے حملوں کا سامنا ہے کبھی ہم مذہبی استحصال کی صورت اس تکلیف کا سامنا کرتے ہیں کبھی ہم سیاسی استحصال کی صورت اس کا شکار ہوتے ہیں۔کبھی ہم باہمی روابط میں غیر متوازن رویہ کی وجہ سے اس کے نتائج سے دوچار ہوتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس اہم معاشرتی حق اور انفرادی واجتماعی فریضہ سے ہم اُن لوگوں کے ذریعے تکلیف اُٹھائیں جن کو علم وتحقیق سے شغف نہیں ہوتا تکلیف دہ امر تو یہ ہے کہ اس معاشرتی دہشتگردی (Social Terrorism) کا مظاہرہ دینی علم رکھنے والے اور دُنیاوی علم رکھنے والے افراد بھی کرتے ہیں۔جب عام فرد سطحی معیار فکر وعمل سے تعلق رکھنے والا اس جُرم کا مرتکب ہوتا ہے تو عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ وہ بے بس ولاچار ہوکر مخالف دھڑے کا ہدف اور لقمہ اجل بن جانے والا عبرت وقصہ اوراق بن جاتا ہے جبکہ مقتدر حلقوں سے تعلق رکھنے والے معاشرتی دہشتگرد یعنی ہمہ جہت بے ادب وگستاخ بہت سی حفاظتی دیواروں حصاروں میں زندگی کے ایام سے حلطف ہوتے رہتے ہیں کبھی وہ اظہار رائے کی آزادی کی آڑ میں یہ ارتکاب کرتے ہیں کبھی منطقی اصطلاحات کی پُشت پناہی میں اس نوعیت کے اقدامات کرتے ہیں لیکن فکر ومقصد ان معاشرتی دہشتگردوں کا ایک ہے کہ انسانی معاشرہ کو اقدار سے خالی کردیا جائے۔حفظ درجات ومقامات کو ایک خود ساختہ نظریہ اور ناقابل قبول عمل قرار دے دیں۔ادب واحترام کا نظریہ کوئی آج کا تازہ نظریہ نہیں یہ اتنا ہی قدیم انسان کے لیے نظریہ ہے جتنی قدیم اُس کی تخلیق ہے۔یا تخلیق کائنات کے ساتھ ہی اس نظریہ کو قائم کیا گیا۔

حضرت ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے بعد فرشتوں کی جماعت پر پیش کرکے اللہ خلق کائنات نے اُن سے سجدہ کروایا یہ تاریخ ادب واحترام آدمیت کا پہلا باب ہے۔لیکن جہاں سے باب ادب واحترام کا آغاز ہوتا ہے وہیں پر بے ادبی وگستاخی بے باکی شوخی جرات ناپسندیدہ کا بھی آغاز ہوگیا لیکن اس بحث میں طوالت کی بجائے ہم مفہوم کو واضح کرتے ہوئے قارئین کو سمجھانا چاہیں گے کہ ادب واحترام کا خمیر ملکوتی مخلوق کا وصف امتیازی ہے جبکہ بے ادبی و گستاخی اور اہانت عزازیلی طینت کا حصہ ہے۔

قرآن کریم کی متعدد آیات ادب واحترام کو واضح کرتی ہیں اور اس کا تقاضا کرتی ہیں کہ ہم اُس کو اپنے زندگی کا حصہ بنالیں اپنے افکار ومعاملات میں توازن واعتدال کیلئے اس کو میزانِ حسن وتہذیب بنالیں کیونکہ دین ربانی میں ہر پہلو ہر تقاضا ہر تعلیم ہر خبر ادب وتعظیم کی خوشبوؤں سے مملو لبریز ہے۔سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 238 میں ارشاد ہے حافظو اعلی الصلوات والصلاۃ الوسطی وقوموا للہ قانتین یہاں پنج وقتہ کی ہمیشگی مداومت مواظبت ومکتوبیت اور اس کے

وقت کا لحاظ و پاس رکھنے کا امر فرماتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں قیام بوصف قنوت پر متوجہ فرمایا۔ حضرت مجاہد نے قنوت کی تفسیر میں لکھا ہے القنوت طول الرکوع وغض البصر والرکود وخفض الجناح یعنی جھکنے کے وقت کو بحالت رکوع دراز کرنا، نظروں کو نیچا رکھنا، کندھوں کو جھکانا قنوت کہلاتا ہے گویا عبادت کی رُوح اِن خصائص سے ترقی کرتی ہے قنوت خاموشی کو بھی کہتے ہیں یہ خصائص جن احوال سے مترکب ہیں اُن میں غور وفکر سے ہویدا ہوتا ہے کہ ادب وتعظیم اجلال وتوقیر طاعت ومعرفت مفیدہ کی اساس ہے جو قبولیت پر منتج ہوتی ہے۔ خشوع وخضوع ورقت کی حالت اپنے اوپر طاری کرتے ہوئے اپنے مالک کے حضور پیش ہونا آداب عبادت میں اہم ترین ہے تضرّع بالغ کے ساتھ بحالت سجدہ اپنے رب سے مُخاطب ہونا۔ بندے کا اپنے رب کے ساتھ ایک خاص نوعیت سے رشتہ بندگی قائم کرنا جو خالق کی عظمت وکبریت وصمدیت کے مفاہیم کی مطابقت رکھتا ہو اور بندے کو اپنے چھوٹے ہونے کا احساس کمزور ہونے کا علم محتاج ہونے سے آگاہی اس کی تمام تر ضروریات کے اسباب دستگیری اس کا مالک وخالق ومالک ہی مہیا فرمانے والا ہے۔ جان کر مان کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو کر عبادت میں اس طرح قیام کرے کہ اس کی حالت عبادت اُس کو بندہ ظاہر کرے بندگی کے اوصاف اُس کے اعمال سے عیاں ہوں۔ اللہ خالق کائنات نے قرآن کریم میں اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا یا مریم اقنتی لربك واسجدی وارکعی مع الراکعین یعنی ایسے عبادت کرو جو عاجزی ادب وتعظیم کی غایت پر دلالت کرے حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے ارشاد فرمایا افضل الصلوٰۃ طول القنوت (رواہ مسلم) افضل نماز وہ ہے جس میں قنوت لمبا ہو زیادہ ہو۔ قنوت کے معنی میں ابن سیدہ نے مخصص میں لکھا ہے طاعۃ للہ تعالیٰ وقیل الامساک عن الکلام والخشوع ومنہ قنتت المرأۃ لبعلہا انقادت والافنائیع نی رب کا فرمانبردار ہونا گفتگو تک کی پابندی کرنے والا عاجزی اختیار کرے اسی طرح وہ عورت جو اپنے خاوند کی فرمانبردار ہو تابعدار ہو اسی مادہ ترکیبی سے اس کے لیے امراۃ قنوت کہا جاتا ہے۔ حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے فرمایا جو کوئی روزانہ قرآن کریم لاریب ضابطہ کائنات کی سو آیات کی تلاوت کرے اُس کو باری تعالیٰ خالق کائنات قانتین میں لکھ دیتا ہے یہ تمام حالتیں معانی مفاہیم ادب پر ہی دلالت کرتی ہیں۔

ادب درحقیقت بندے میں اچھی خصلتوں کے جمع ہونے کا نام ہے اللہ خالق کائنات کا ادب تو اصل الادب ہے اگر یہ حاصل نہیں تو کسی کا بھی ادب معتبر ومفید نہیں۔ اللہ تعالیٰ خالق کائنات کا ادب کیا ہے؟ اپنی حرکت وخواہش ہر قول اور فکر کو اطاعت الٰہی کے تابع کر دینا اور اپنی زبان دل اور بدن سے اُس کی گواہی کو قائم کرنا۔

سب سے بُری چیز ٹھٹھہ، توہین، بے ادبی، گستاخی، نافرمانی، بغاوت، سرکشی وعناد ہے۔ جب کوئی اللہ کی آیتوں اُس کے کلام کا ٹھٹھہ مزاح کرے اُس سے کھیل تماشہ کا سلوک کرے اللہ کو گالی دے اُس کی تعلیمات سے اُس

کر دستور سے منہ موڑے تو یہ دستوری بے ادبی ہے یہ سب سے بدترین جرم ہے جس کو کفر کہا جاتا ہے اسی طرح آداب واخلاقیات تہذیب واصلاح اور تعلق پروردگار کا جو تصور دین حق اسلام نے دیا ہے اس کا دارومدار جس حقیقت پر ہے وہ تعظیم مصطفی ہے جس کو تعلق دین کے لیے شرط اور قرب الٰہی کے لیے بنیاد بنادیا گیا ہے ایمان کی جڑ اسی سے طاقت لیتی ہے ہمارا دین آسمانی اور اُس کے پیغام کو لانے والا فرشتہ افضل الملائکہ ہے جس نے افضل البشر علی وجہ الارض حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کے دل پر اللہ کے کلام کو اُتارا ہے آپ کا مرتبہ ومقام سب سے بلند وبالا وبرتر ہے حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے فرمایا ادبنی ربی فاحسن تادیبی (رواہ ابن سمعانی فی الاداب الاملاء والاستملاء ص ۱، امام السخاوی فی المقاصد ص ۲۹، موسوعۃ الحدیثیۃ ۳/۲۹۰) مجھے تہذیب وشائستگی وآداب سے بہت عمدہ میرے رب نے سنوارا۔ ہر عیب ونقص وعدم کمال سے مجھے بری رکھا اور محمدؐ بنایا اور یہ کہ قرآن کریم لاریب ضابطہ کائنات میں آپ کی نعت میں یوں فرمایا وانک لعلی خلق عظیم (قلم: ۴) حضرت قتادہؓ سے روایت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے سالت عائشة عن خلق رسول الله صلى الله عليه و اله و صحبه وسلم فقالت كان خلقه القرآن (رواہ مسلم ونقلہ علامہ ابن کثیر فی تفسیرہ) علامہ طبری نے اپنی تفسیر میں اسی آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس کا معنی ہے وَانک یا مُحمدلَعَلٰی اَدَب عظیم وذٰلک اَدَب القرآن اَلذی اَدَبَہ الله آپ اے محمدؐ ادب عظیم پر ہیں وہ قرآن کا ادب ہے جو آپ کے رب نے آپ کو سیکھایا ہے۔

علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں اسی آیت کے ذیل میں نقل کیا ہے وقال علیؓ و عطیته هو ادب القرآن وقیل هو رفقة بامته واکرامه ایاهم وقیل ای انک علی طبع کریم آپ کے اخلاق تعلیمات آداب قرآنیہ ہیں۔ آداب قرآن ہی اخلاق مصطفوی ہیں آپ کی شفقت مہربانی رحم طلبی جو آپ کی اُمت کے لیے وہ آپ کے اخلاق ہی تو ہیں اور یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی طبیعت مبارکہ مزاج مطہرہ نہایت کرم واحسان منت وجود شفقت والفت سے بھرپور ہے۔

تفسیر السعدی میں آپ کے اخلاق عالیہ جلیلہ کا تذکرہ یوں ہے کہ وانک یا محمدؐ لعلی خلق عظیم وهو مااشتمل علیه القرآن من مکارم الاخلاق۔ مشتملات قرآنیہ اخلاق محمدیہ ہیں۔

آپ کی رسالت ودعوت کا پیغام جن مقاصد کو محیط وگھیرے ہوئے ہے وہ اِن الفاظ سے عیاں ہے انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی سجیت وطبیعت ومزاج عالی ان اوصاف وکمالات وخصائص سے متصف کی گئی کہ آپ اخلاق کی شرافت وفیاضی سے دنیا کو نظریہ واصول اخلاق بتمام دکھادیں۔ کہ آپ ہی وہ ذات ہیں جو ہر اذیت وتکلیف دُور کرنے کے لیے اللہ کے مقرر کردہ ہیں۔ اتنا فیاض اتنا سخی

ایسا حامی کہ ہر نوعیت اذیت کو راحت ولطف سکون میں بدل دے۔ اس کی سب سے پہلے صورت یوں ہوئی کہ فرمایا **ان دماء کم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمة یومکم ھذا فی شھر کم ھذا فی بلد کم ھذا (ریاض الصالحین ،موسوعته النابلسی للعلوم الاسلامیة،صحیح البخاری حاشیه التاودی علی صحیح البخاری ص ۳۵٦ کتاب الفتن جلد ۳)** جس کو پروردگار خالق کائنات نے اپنے ہاتھ سے خلق کیا اور اس میں اپنی روح پھونکی اور جو کچھ اس کائنات میں ہے اسے اس انسان کی ماتحت وتسخیر میں دے دیا اس کی حالت ادوار و ازمنہ میں کیا تھی تاریخ کے اوراق اس پر گواہی کے لیے چیخ چیخ کر متوجہ کیا چاہتے ہیں کہ یکا یک سیدالکونین حضور مُعلم و مقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے انسان کے خون کی حرمت قائم کردی جانی تحفظ دے دیا ،مالی حرمت قائم کردی غارت گری لوٹ مار ناحق مال کھانے کے سلسلے کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا اور اس کی حرمت قائم فرمائی آبرو کا تحفظ بخش دیا غلامی کے چنگل سے نکال لیا ایسے خزائن مروت لٹائے کہ انسانیت عش عش کر اٹھی ،طاغوت استعمار سامراج قبائلی وعصبیت کی فکر کے غلام ہر طرح کی غلامی سے آزادی پاگئے۔ پھر حریت کے جام عزو وقار پانے والے اس بخشش وفیاضی سے متوجہ ہونے والے کے ادب واحترام میں طلب دیدار اور قرب خواہی کے جذبات وتمنا میں غلام و بے دام خادم بنتے چلے گئے۔ عزت بخشی کا یہ سلسلہ بڑھتے ہوئے دنوں کی طرف مہینوں کی طرف اور شہروں کی طرف بھی نور بکھیرتا گیا آج انسانیت کے معاشروں میں جو تھوڑا بہت تصور امن وسلامتی ہے یہ تاجدار کونین حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی خیرات ہے۔

حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے کائنات میں ایسی فیاضی جودو بخشش فرمائی ہے جس میں مالی بخشش ، جانی بخشش ،عزت کی بخشش اور علم کی بخشش بھی شامل ہے۔ فرمایا **اتق اللہ حیثما کنت واتبع السیئة الحسنة تمحھا و خالق الانسان بخلق حسن (جامع العلوم والحکم لابن رجب الحنبلی ،جامع الترمذی)** جس حال میں جہاں کہیں بھی تم ہو اپنے رب سے تقویٰ رکھو اور نیکی کے ذریعے بُرائی کو مٹادو اور مخلوق کے ساتھ حُسن خلق سے پیش آؤ۔ سورۃ آل عمران میں اس کی تعلیم یوں فرمائی **الذین ینفقون فی السراء والضراء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین (آل عمران ۱۳۴)**

امام بغوی نے معالم التنزیل میں لکھا ہے وہ اخلاق جو بندے کو مستحق جنت بناتا ہے وہ سخاوت ہے اسی طرح جامع ترمذی میں باب البر وصلہ میں حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کا فرمان ہے سخی اللہ کے قریب، جنت کے قریب ،لوگوں کے قریب اور جہنم سے دور ہوتا ہے۔ سُنن النسائی کتاب الزکوۃ میں ہے حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے فرمایا کہ ایک درہم ایک لاکھ درہم پر سبقت لے گیا عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیسے؟ آپ ؐ نے فرمایا ایک شخص کے پاس کثیر مال ہے اس نے مال میں سے ایک لاکھ درہم لیا جسے صدقہ کر

دیا اور ایک دوسرا شخص ہے جس کے پاس کُل دو درہم ہیں اس نے ایک اپنے لیے رکھ لیا اور دوسرا صدقہ کر دیا۔ اچھے چہرے (طلاقۃ الوجہ) کے ساتھ لوگوں کو ملنا (غیض وغضب ونفرت) عبوس الوجہ ہو کر لوگوں سے نا ملنا نیکی کی دلالت ہے تاجدار کونین حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے فرمایا لا تحقرن من المعروف شیئاً ولو ان تلقی اخاک بوجه طلیق نیکی کیسی بھی ہو اس کو کم تر نہ جانو چاہے اپنے بھائی کو مُسکراتے چہرے کے ساتھ ہی کیوں نہ ملو (صحیح مسلم) سید الکونین حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی اس کائنات میں تشریف آوری اور جس ہیت وطراز سے آپ نے اپنی حیات طیبہ فریدہ گزاری اس کا مطالعہ کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ مُعلم ومقصود کائنات اُس کُرہ ارضی پر اس لیے تشریف لائے تھے کہ مظلوموں کے آنسو پونچھیں، زخمیوں کے زخم پر مرہم رکھیں دُکھ وغم اُٹھانے والوں کے دُکھ درد دُور کر دیں۔ گمراہوں کو ہدایت سے ہمکنار کریں اور معرفت خواہان ربانی کو لذت وصال حضور قدسی سے نواز دیں۔

حضرت انس بن مالک، عبداللہ بن مسعود، عقبہ ابن عامر، اسلم ابن شریک، بلال بن رباح، سعد مولی ابی بکر صدیق، ابوذر غفاری، ایمن بن عبید اور ان کی والدہ ام ایمن مولیا النبیؐ یہ سب حضورؐ کے خادم تھے حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں میں نے دس برس حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی خدمت کی حضورؐ نے مجھے کبھی نہیں مارا کبھی نہیں ڈانٹا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آپ سابقین میں فقیہہ امت اسلامیہ ہیں۔ دو ہجرتیں کیں ایک حبشہ اور دوسری مدینہ منورہ کی طرف، بدر میں شریک ہوئے رواۃِ حدیث میں سے ہیں اور یہ چھٹے ہیں جو اسلام لائے۔ حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کا ادب دین کا ایسا جزو ہے جس سے دینی وابستگی کو تقویت نصیب ہوتی ہے۔ جس طرح آدابِ الٰہی میں سکھایا گیا کہ نماز کے دوران نظروں کو جھکایا جائے، سجدہ گاہ جائے نظر قرار پائی۔ مظاہر ادب محافظت صلوۃ کے ساتھ آدابِ الٰہی کو حضورِ حق میں پیشی کا دستوری طریقہ قرار دیا۔ اسی طرح سورۃ حجرات میں آدابِ نبوی کی طرف متوجہ کیا: فرمایا یا یها الذین امنوا لا تقدموا بین یدی الله و رسوله اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھا کرو۔ کسی قول وفعل کے ذریعے اللہ ورسول سے آگے بڑھنے کی ہر صورت ممنوع قرار پائی ۔یعنی ان کی پیروی واتباع واقتداء کو لازم جانو۔ اس مسودہ قانونی کا تقاضا یہ ہے کہ زندگی کا ہر عمل اور ذہن انسانی کی ہر نوع فکر اور قلب انسانی کی جملہ انواع ھواء اللہ ورسول کی تعلیمات کے تابع ہوں تو ایمانی لذت ودینی رشتہ مستحکم ہوگا اس وقت تک کوئی بات کسی کو نہ کہو جب تک کہ تمہیں نہ کہہ دی جائے اور کسی بات سے اس وقت تک نہ رکو جب تک اس سے رُکنے کا حکم تمہیں نہ دے دیا جائے۔ تقویٰ میں کمی اور ایمان میں کمزوری ادب کے دامن کا ہاتھ سے چھوٹنا ہی ہے پس عمل میں اخلاص للّٰہیت سے پیدا ہوتا ہے اور درستگی سُنت نبوی سے پیدا ہوتی ہے۔ سُنت نبوی کی طرف رغبت اور اس کی ترجیح محبت

وادب سے ہی یقینی ہے اس کے بغیر بے دینی الحاد گمراہی اور جہالت کا غلبہ ہے۔

حضورؐ کا ادب یہ بھی ہے کہ آپ گو ایسے نہ مخاطب کیا جائے اور ایسے الفاظ جو عامیانہ ہوں ان سے مخاطب نہ کیا جائے اور ایسے صیغہ جات جن کا کوئی جزو پہلو بے ادبی پر دلالت کرتا ہو نداء نبوی کے لیے ناجائز وممنوع وحرام ہے۔ لہٰذا احترام وادب کا ہر تقاضا ہر کیف ہر انداز جس لفظ وجملہ وندائیہ میں پایا جائے وہی حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کے لیے منتخب ہونا چاہیے۔ قرآن مجید فرقان حمید برھان رشید تبیاناً لکل شئی لاریب ضابطہ کائنات میں خالق ومالک کائنات فرماتا ہے۔ لاتجعلو ادُعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً علامہ بیضاوی نے تفسیر بیضاوی میں اس آیت کے تحت لکھا ہے لا تقیسو ادعائه ایاکم علی دعاء بعضکم بعضا فی جواز الاعراض والمساهلة فی الاجابة والرجوع بغیر اذن فان المبادرة الی اجابته علیه الصلاة السلام واجبة والمراجعة بغیر اذنه محرمة وقیل لا تجعلوا ندائه وتسمیة کنداء بعضکم بعضا باسمه ورفع الصوت به ولکن بلقبه المعظم یا نبی الله یا رسول الله مع التوقیر والتواضع و خفض الصوت حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کو پکارنے کے لیے الفاظ وندائیہ کے چناؤ میں عام لوگوں کے لیے عادتاً مستعمل ومروج الفاظ پر قیاس کی جرات نہیں کرنا چاہیے۔ آپ سے ہر معاملہ میں اجازت خواہی ادب کا اصل تقاضا اور مقبول قرینہ بھی یہی ہے جب کبھی حضرۃ النبی میں سعادت ورود ہو تو بلا اجازت نہ رُخصت ہو جائے۔ حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی اجازت اور آپ کا اس باب میں امر فرمانا امور میں شرعاً واجب ہے اور بلا اجازت اس میں اپنی مرضی وخواہش کو داخل کر کے کچھ کرنا یا لوٹنا حرام ہے اسی طرح آپ کے آداب میں آپ کو پکارنا یا آپ کے لیے ناموں کا چناؤ اس طرز وہیت سے نہ ہو جیسا کہ عامیوں کے لیے عادت ورسم و رواج ہوا کرتا ہے لیکن اگر بزرگی مرتبہ وشان ومنزلت پر دلالت کرنے والے القابات سے ندا ہو تو صحیح ہوگا۔ جیسے یا نبی اللہ یا رسول اللہ وغیرہ۔

علامہ محمد نووی بن عمر النجانی الجاوی نے اپنی تفسیر مراح لبید میں اسی آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے (لا تجعلو ا دعاء الرسول بینکم کد عاء بعضکم بعضا) امره ایاکم من الامور کدعوة بعضکم لبعض فتستبطلون عنه بل اجیبوه وان کنتم فی الصلاة اذکان امره فرضاً لازماً۔ لا تجعلو نداء ه صلی الله علیه و اله و صحبه وسلم کنداء بعضکم لبعض باسمه و رفع الصوت والنداء من وراء الحجرات بل نادوه بغایة التوقیر وبلقبه المعظم بمثل قولک یا رسول الله یا نبی الله مع التواضع معاملات میں سے کسی بھی معاملہ میں حکم نبوی تمہارے لیے اے مخاطبین رسول کریمؐ نہایت ہی غیر معمولی اہمیت وتوجہ کا حامل رہنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ تم عامیوں کی طلب وخواہش ودعوت پر اس کو قیاس کر کے ٹال مٹول کا مظاہرہ کرنے لگ پڑو بلکہ فوراً اس کی تعمیل وتکمیل کے لیے

بہر طور کمر بستہ ہو جاؤ۔ اگر چہ تم نماز میں ہی کیوں نہ ہو جب کہ مقام و منزلت مصطفیٰ یہ ہے کہ وہ حکم جو میرے محبوب معلم و مقصود کائنات ؐ نے تمہیں دیا ہے اس کا پورا کرنا تمہارے لیے فرض و لازم ہے۔ اسی طرح آپ کو ایسے نہ پکارنا جیسے تمہارے ایک دوسرے کو پکارنے کا رواج و طریقہ ہے کہ اُس کے نام کے ساتھ اور آوازیں لگا لگا کر پکارا جاتا ہے (یہ ناپسندیدہ اور ممنوع ہے) بلکہ آپ کو ایسے پکارو جس میں تعظیم و احترام حد درجہ پایا جاتا ہو ایسے القابات سے مخاطب کرو جو عشق و ادب کے سازوں کو چھیڑنے والے ہوں کہا کرو یا رسول اللہ یا نبی اللہ اس میں بھی عاجزی ادب و احترام تعظیم کا مظاہرہ ہونا لازم ہے (تفسیر مراح لبید جلد ۲ صفحہ ۶۴)

اُمت مسلمہ ایک ایسا پُر امن عالمی معاشرہ ہے جس میں ادب و عشق احترام صدیوں سے ترقی کر رہا ہے اور اس معاشرے کے پُر امن افراد جملہ انبیاء و مُرسلین کی تعظیم کرتے ہیں اور یہ تعظیم کسی ردعمل کے طور پر نہیں ہے بلکہ یہ اُن کا عقیدہ و نظریہ ہے جس کے بغیر وہ اپنے خدا اور رسول اور آخری کتاب سے تعلق قائم نہیں رکھ سکتے کس قدر قوی دلیل ہے کہ اُمت مُسلمہ ہی دُنیا میں ایک ایسا عالمی معاشرہ ہے جو سب کے ساتھ پر امن رہ سکتا ہے اور رہ رہا ہے۔ ہم نے غیروں کو مخاطب کرنے کے آداب قرآن کریم سے سیکھے کہ اگر یہود کو مخاطب کرو تو کہو یا اھل الکتاب اے کتاب والو! تا کہ ہمارے اور اُن کے درمیان خالق کی کتاب کے سبب راہ و رسم ہو اور معاملات کی سمتیں بھی پروردگار کی خاطر متعین ہوں اسی طرح نصاریٰ کو بھی اہل کتاب کہہ کر مخاطب کرنے کا قرینہ سیکھایا تا کہ ہمارے اور اُن کے مشترکات باہمی تناؤ کو دُور کرنے کے لیے باعث تسکین خاطر ہوں۔ ہم افراد امت مسلمہ کسی نبی کی بے ادبی گستاخی کسی آسمانی نظریہ کی استہزاء و تضحیک کی فکر سے بھی متنجب رہتے ہیں جبکہ دیگر اُمتوں میں انبیاء و مرسلین کی اس درجہ کی تعظیم کا تصور تک نہیں پایا جاتا۔ کسی عقیدہ کا تمسخر، دینی حقائق کے ساتھ بازاری لچر طرز کا سلوک نہایت افسوناک اور معاشرتی دہشت گردی ہے اور ذہنی پسماندگی کے ساتھ مزاجی انتہا پسندی ہے جب آپ انبیاء مرسلین کی کردار کشی کریں گے تو مذہبی طور پر آپ کو مذہب سے نفرت پیدا ہو جائے گی اور آج کا یورپی امریکی آسٹریلوی معاشرہ اسی باعث مذہب سے دور ہو گیا۔ یہ اس سوچ کی جہت ہے جو دنیا کو مذہب خاندان اقدار اور حدود سے پاک کر دینا چاہتے ہیں اس کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں آپس میں اتحاد کی اشد فوری ضرورت ہے جس کے لیے ہماری مذہبی سیاسی علاقائی ثقافتی لسانی قومی صوبائی خاندانی قیادتوں کو ایک ملی فکر ملی وجود کی اہمیت کے تحت متحد ہونے کی ضرورت ہے احتجاج کا رسمی طریقہ بدلنے کے لیے عوامی تربیت کا آغاز کیا جائے ہم اپنے ملک اپنے معاشرے اپنے بازار میں احتجاج کرتے ہیں لیکن نقص امن، فتنہ فساد توڑ پھوڑ ہوتے ہوئے دیکھ کر لگتا ہے کہ دو الگ الگ طبقات میدان کارزار میں ہیں نتیجہ ہم اپنا ہی نقصان کر بیٹھتے ہیں اور نادانستہ طور پر دشمن کو بغیر منصوبہ بندی اور رقم خرچ کیے ہمارا نقصان دیکھ کر خوشی اور اپنا منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچانے میں غیر متوقع کامیابی ہو جاتی ہے۔ احتجاج سفارتی سطح پر سفارتی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے مکمل تیاری کے ساتھ ہونا چاہیے۔ احتجاج تجارتی سطح پر نتیجہ خیز موجبات کے

ساتھ ہونا چاہیے ہمیں ملکی اور مسلم ممالک کی مصنوعات پر انحصار کرتے ہوئے اپنے معیار علاج معالجہ تحقیق وتعلیم کو آگے بڑھانا چاہیے تاکہ دشمنوں پر انحصار کم سے کم ہو جائے امریکی بے ادبی اور گستاخی پر مبنی فلم بنانے کا مقصد مسلمانوں کو اذیت وتکلیف پہنچانا نہیں بلکہ اُن کا مقصد اس سے یہ ہے کہ امریکہ میں پچھلی کئی دہائیوں سے ملین کی تعداد میں مسلم آبادی تارکین وطن کے طور پر آباد ہو چکی ہے برطانیہ میں صرف ایک ملین پاکستانی مسلمان آباد ہو چکے ہیں باقی مُسلم آبادی کی تعداد اس کے علاوہ ہے فرانس میں الجزائر مراکش تیونس کے ملینز مسلم آباد ہو چکے ہیں اسی طرح ہالینڈ، بلجیم، سپین اور جرمنی میں ملینز (ترک مُسلم آباد ہو چکے ہیں اس فلم کا مقصد ان تمام ملکوں کی حکومتوں کو باور کروانا ہے کہ مسلم ناقابل قبول شہری اور ناپسندیدہ ذہنیت کے حامل لوگ ہیں جو کسی کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر آپ ان کو اپنے ہاں ترقی کرنے کی اجازت دیتے رہیں گے تو کل آپ کی ہر سطح کی قیادت میں محمد فلاں علی فلاں حسن فلاں حسین فلاں ابوبکر فلاں عمر فلاں عثمان فلاں کے طور پر براجمان ہوگا۔ اور یوں اگر ان کی یہ سازش کامیاب ہوگئی تو ان لوگوں کو وہاں سے دیس نکالا مل جائیگا۔ اور یہ اگر اپنے ملکوں میں واپس پہنچ گئے تو وہاں اُن کو ترقی وکاروبار کرنے کا موقع پانے کی بجائے ان کی بیخ کنی کے لئے کسی دہشت گردی یا منی لانڈرنگ کے حیلے بہانے سے خاتمے کے اسباب بہانے حیلے موجود ہیں اور یوں امت مسلمہ کو مستقل چیلنجز کا سامنا رہے گا۔ سورۃ انبیاء کی آیت نمبر ۴۴ کے مطابق ہمیں نظام حق کی بحالی اور تعلق ربانی کی مضبوطی کی کوشش کرتے رہنا ہوگا۔ ہمارا نظام حتمی دنیا میں مقصود ہوگا آج اسلامی بینکاری پوری دُنیا میں رائج و پسندیدہ ہو رہی ہے حضرت امام جلال الدین سیوطی نے تفسیر درمنثور جلد ۴ صفحہ ۵۹۷ پر اسی آیت کی تفسیر میں قول حسن نقل کیا ہے کہ پروردگار عالم نے اُن تمام علاقوں اور قوموں کو اُن کی ہیت وحالت سے بدل کر رکھ دیا اور حضور مُعلم ومقصود کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کے ظہور کو اُن علاقوں اور قوموں پر اسلام کی فتح اور توحید الٰہی کا غلبہ بنا دیا آج بھی اسی روح کو تازہ کرنے اور اسی انداز سے ایک قیادت کے ماتحت متحد ہونے کی پوری اُمت مسلمہ کو اشد ترین ضرورت ہے۔ سورۃ الانبیاء مکی ہے مگر یہ آیت مدنی ہے اور اس کے مدنی ہونے کا ثبوت حکمِ فرضِ جہاد ہے جو کہ مدینہ منورہ میں ہوا دوسرا صاحب حاشیۃ الشھاب علامہ خفاجی نے اس آیت کے ذیل تفسیراً اس آیت کا مقام نزول مدینہ لکھا ہے (صفحہ ۴۴۴ جلد ۶) جو لوگ رب سے منہ موڑ بیٹھے پروردگار نے انہیں خاصیت بشریت اور خاصیت روحانیت کے حصے سے محروم قرار دے دیا۔ کفر کی زمین اور قیادت کم ہوتی جائے گی اور غلبہ حق کا ہی ہوگا۔ مترجمین قرآن نے طرف کا معنی کنارا کیا ہے لیکن علمائے لغت عربیہ علامہ اصمعی علامہ ابن سیدہ نے طرف کا ایک معنی رئیسھم وعلمائھم کیا ہے اس سے یہی مراد لینا زیادہ سہل الفہم ہے کہ ان کے اکابران کے علم والے کم ہوتے جائیں گے لہذا قیادت کے فقدان کو دور کرتے ہوئے اور شخصی قیادتوں پر زور دینے کی بجائے ایک ملی قیادت کو چُن لینا بہت ضروری ہے وگرنہ آخر کار سیدنا محمد المہدی نے تو قیادت کرنا ہی ہے۔ اس سے عروج وصعود ترقی وکمال کا دور آئے گا اور کفر زوال کا سامنا کرے گا۔

جناب عنایت اللہ

ہندوستانی صحابہؓ

چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ شق القمر رونما ہوا تو اسے نہ صرف عرب میں دیکھا گیا بلکہ ساری دنیا کے لوگ اس غیر معمولی واقعہ کے چشم دید گواہ بنے۔ جن لوگوں نے چاند کے دو ٹکڑے کرانے کے معجزے کا مطالبہ کیا تھا۔ ان کی اکثریت اسلام قبول کرنے سے قاصر رہی لیکن ساڑھے چار ہزار کلومیٹر دور ہندوستان کے ریاست کیرالہ (مالابار) جنوبی ہندوستان کے اس وقت کے بادشاہ چیرامن پیرول کو صحابی رسول ﷺ بننے سے کوئی نہ روک سکا۔ ہندوستان کے یہ پہلے شخصیت ہیں جس نے اسلام قبول کرلیا تھا اور صحابی بننے کا اعزاز حاصل کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ آپ نے یہ معجزہ اپنی ہی ریاست میں دیکھا تھا۔ بادشاہ تھا سمجھ چکا ہوگا کہ دنیا میں کوئی غیر معمولی واقعہ رونما ہوا ہے۔ اسے اتفاق کہیئے کہ چند مسلمان عرب صحابہؓ تاجر مالابار کے قریب سے چائنا تجارت کی غرض سے جارہے تھے کہ ان کی ملاقات اس بادشاہ سے ہوئی۔ عرب تاجروں نے دوران گفتگو بادشاہ کو چاند کے دو ٹکڑے ہونے کے حیران کن معجزے کا تذکرہ کیا۔ بادشاہ نے فوراً جواب دیا وہ تو یہ واقعہ اپنی آنکھوں یہاں دیکھ چکے ہیں۔ ہدایت کے متلاشی بادشاہ نے لمحہ ضائع کئے بغیر اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھایا اور عرب کی طرف روانہ ہوئے تاکہ پیغمبر ﷺ سے بذات خود ملے اور واقع کی تصدیق کریں۔ بادشاہ پیغمبر سے ملے اور ابوبکرؓ کی موجودگی میں اسلام قبول کرلیا۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ایک صحابی حضرت ابوسعید خدریؓ سے ہندوستان کے اس بادشاہ کے عرب آنے اور حضور سے ملاقات کے بارے میں روایت بھی موجود ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ اس بادشاہ نے کھانے کی کوئی چیز بھی حضور کی خدمت میں پیش کی۔ جسے حضور ﷺ نے صحابہؓ میں تقسیم کیا۔ ایک ٹکڑا ابوسعید خدریؓ کو بھی دیا گیا جسے اس نے کھالیا۔ کہتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد پیرول چیرامن نے تاج الدینؒ کا نام اختیار کیا۔ دوسرے مورخین کا کہنا ہے کہ مذکورہ عرب تاجروں ساحرالدین وغیرہ نے جب بادشاہ کو نئے دین اسلام کے بارے میں ان کے تمام سوالوں کے مثبت جوابات دیئے تو بادشاہ خوش ہوا اور اسی موقع پر اسلام قبول کر کے عرب کے لئے روانہ ہوا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ چند سال حضور ﷺ کے پاس رہے اور اس وقت کے جدہ کے بادشاہ کی بہن سے شادی بھی کی تھی۔ بعد میں وہ حضور کی ہدایت کے مطابق اپنے ملک کیلئے روانہ ہوئے لیکن دوران سفر ظفر کے بندرگاہ یمن میں وفات پاگئے اور یہیں دفن ہوئے۔ یہ علاقہ موجودہ سلالہ عمان کا حصہ بتایا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ چھ سو انتیس عیسوی میں آپ کے نام پر آپ کی ریاست کیرالہ میں چیرامن جمعہ مسجد تعمیر کی گئی جو ہندوستان کی پہلی اور دنیا کی دوسری مسجد بتائی جاتی ہے۔ جہاں جمعہ کی نماز شروع ہوئی۔

ایک اور شخصیت بابا رتن ہندی کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بھی ہندوستانی صحابی تھے۔ جس کا تعلق لاہور یا دہلی سے بتایا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے چھ سو سال سے زائد کی لمبی عمر پائی تھی۔ شیخ رازی

الدین علی ابن سعید غزنوی بتاتے ہیں کہ جب میں چھ سو چوبیس ہجری میں ہندوستان گیا تھا، تو میں بابا رتن سے ملا تھا۔ اس نے مجھے حضورﷺ کا شانہ مبارک دیا اور مجھے حضورﷺ کے مجلس کے کچھ واقعات سنائے۔ شیخ علاؤالدین سمنانی نے ایک کتاب فصل الخطاب لکھی ہے۔ جس میں آپ نے بابا رتن سے روایت ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے۔ کہتے ہیں علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی اپنی کتاب ''الاسابہ فی تعریف صحابہؓ'' میں بابا رتن کا ذکر کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ بابا رتن جوانی میں عربستان گئے۔ پھر واپس آ گئے۔ لیکن آپ نے عرب سرزمین پر ایک نبی کے نمودار ہونے کی خبر سنی تو واپس حجاز گئے۔ کچھ عرصہ تک حضور کی خدمت میں رہے۔ آپ نے کئی جنگوں میں بھی حصہ لیا اور کئی ممالک میں گئے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ یمین الدولہ سلطان محمود غزنوی نے خواہش کا اظہار کیا کہ وہ کسی ایسے شخص سے حدیث سنے جس نے براہ راست حضور سے حدیث سنی ہو۔ اسی اثناء میں وہ ہندوستان کے بابا رتن سے آگاہ ہوئے جو اپنے آپ کو صحابی کہتے تھے۔ بڑی کوششوں سے اسے سلطان کے دربار میں لایا گیا جہاں اس نے سلطان کو دو احادیث سنائی۔ علماء و محققین کا فرض ہے کہ ان دو واقعات بارے مزید تحقیق اور ریسرچ کریں اور ان کی حقیقت سے دنیا کو آگاہ کریں۔ کچھ صحابہ کے مزارات ہندوستان کی سرزمین پر ہیں گو وہ ہندوستانی نہیں۔ ان میں ایک حضرت تمیم بن احمد انصاریؓ بھی ہے۔ جس کا مزار ''کوالم'' ریاست کیرالہ انڈیا میں چینائے سے تیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ تمیم مکہ میں پیدا ہوئے اور ہجرت سے پہلے مکہ میں مسلمان ہوئے۔ یہ ان تین سو تیرہ بابرکت صحابہؓ میں شامل ہے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ یہ حضور کی ہدایت کے مطابق پانچ سال تک جنات کو دین کی تعلیم دیتے رہے۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں آپ نے سندھ کا دورہ کیا۔ سندھ اٹھارہ سال تک آپکے زیر نگیں رہا۔

حضرت سنانؓ بن سلمہ بن محبق کا مزار پشاور سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر چغرمٹی کے گاؤں میں ہے۔ اس مزار کو خیبر پختون خوا میں اصحاب بابا کے نام سے جانا جاتا ہے۔ حضرت سنانؓ چیاسٹھ ہجری میں اپنے متعدد ساتھی مجاہدین اور صحابہؓ سمیت یہاں لڑ کر شہید ہوئے تھے۔ حضرت سنانؓ ایک عالم فاضل شخصیت اور فوج کے کمانڈر تھے۔ جب خراسان (ایران) فتح ہوا تو حضرت زیادہؓ کو خراسان کا گورنر مقرر کیا گیا۔ یہ حضرت عثمانؓ کا دور خلافت تھا جنہوں نے اسلام کی اشاعت کے لئے اسلامی افواج کو مختلف خطوں میں بھیجا۔ ان کمانڈروں میں حضرت عبداللہ بن سوارؓ بھی تھے جو دوسرے ساتھیوں سمیت قلات (بلوچستان) میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ اسی سانحہ عظیم کے بعد حضرت زیادہؓ (گورنر خراسان) نے چیاسٹھ ہجری میں حضرت سنانؓ کو کمانڈر بنا کر ہندوستانی علاقہ فتح کرنے کیلئے روانہ کیا۔ پہلے پہل انہوں نے مکران (سندھ) میں بغاوت کو کچل ڈالا اور اسلام کا پرچم لہرایا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے قلات (بلوچستان) اور کوئٹہ فتح کیا۔ یہاں انہوں نے ایک مظبوط اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالی۔ بعد ازاں ڈی آئی خان اور بنوں کو فتح کر کے کوہاٹ (یہ سب خیبر پختون خوا کے جنوبی ڈویژنز ہیں) میں اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالی۔ کوہاٹ فتح کرنے کے بعد یہ اسلامی لشکر وادی پشاور میں داخل ہوا۔ یہاں چغرمٹی کے علاقے میں ہندو راجاؤں کے ساتھ حضرت سنانؓ بہادری سے لڑتے ہوئے متعدد ساتھیوں سمیت شہادت نوش کر گئے۔ پشاور کے اصحاب بابا کے اس لمبے اجتماعی مزار میں محض حضرت سنانؓ نہیں بلکہ درجنوں دیگر صحابہؓ اور مجاہدین بھی دفن ہیں جس کی زیارت کیلئے روزانہ گنت لوگ آتے ہیں۔

مولانا سعید الحق جدون

معاشرہ کتاب سے بددل کیوں؟

علم حاصل کرنے کا ذریعہ کتب بینی ہے۔کتاب ایسی باصفا اور باوفا دوست ہے کہ یہ مصائب میں ہماری رہنمائی اور مشکلات میں ہماری دستگیری کرتی ہے،اور غم واندوہ کو مٹاتی ہیں۔کتابوں کو مطالعہ انسان کو خوش باش اور مصروف عمل رہنا سکھاتا ہے۔کتاب ایسی فیاض اور حقیقی معلم ہے جو بلا معاوضہ اور بلاخوف تعلیم دیتی ہے،اور پڑھنے والوں کو اپنی مفید معلومات سے بلا تخیل مستفید کرتی ہے۔کتاب جوانی میں رہنمائی کا کام دیتی ہے اور پیری میں آرام وسہولت اور غلطیوں کی اصلاح کار ہوتی ہے۔

قرن اولیٰ سے لے کر تا حال جتنے علماء اور مصنفین گزرے ہیں،ان کی کتب آئندہ نسلوں کے لئے بھاری وراثت ہے۔ان کی تحقیقات،تجربات اور معلومات سے آج بھی لوگ مستفید ہورہے ہیں۔ان ہی لوگوں نے کتاب سے دوستی کی اور کتب بینی کو اپنا شعار بنایا۔یہی وجہ ہے کہ آج دنیا ان کے فیضان سے فیضیاب ہورہی ہے۔

مطالعے کے دوران ان کے انہماک کا یہ عالم تھا کہ وہ دنیا کی ہر چیز سے بے خبر رہتے تھے۔امام زہری رحمہ اللہ اس قدر گہرا مطالعہ کرتے تھے کہ اس انہماک علمی میں گھربار تک کی خبر نہ رہتی۔ان کی اہلیہ کو یہ کہاں گوارا تھا،ایک دن پکڑ کر کہنے لگی،خدا کی قسم!یہ کتابیں مجھ پر تین سوکنوں سے زیادہ بھاری ہیں۔امام محمد رحمہ اللہ ہر وقت کتب بینی میں مشغول رہتے تھے۔کتابوں کا ڈھیر ارد گرد لگا رہتا،رات سوتے نہ تھے۔کسی برتن میں پانی رکھا کرتے تھے،نیند آتی تو پانی سے زائل کرتے۔ایک موضوع سے اکتا جاتے،تو دوسرا شروع کردیتے۔لوگوں نے کتب بینی کے لئے شب بیداری کی وجہ پوچھی تو فرمانے لگے میں کیسے سورہوں،جبکہ عام مسلمان ہم پر اعتماد کرکے سورہے ہیں کہ ہم ان کی رہنمائی کریں گے۔بوعلی سینا زندگی بھر پوری رات نہیں سوئے۔کتب بینی رات کا مشغلہ تھا۔نیند آتی تو کچھ کھا پی کر دور کرتے۔کوئی کتاب ہاتھ لگ جاتی تو صرف پڑھنے کی حد تک نہیں بلکہ پڑھ کر سمجھنے کی عادت تھی۔طبیعات پر ایک کتاب چالیس بار پڑھی،پوری کتاب حفظ ہوگئی لیکن سمجھ میں نہ آئی تاہم ہمت تھی ہارتی کہاں؟شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بسا اوقات صرف ایک آیت کے مطالعے کے لئے سو تفسیروں کا مطالعہ کرتے تھے۔علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میری طبیعت کتابوں کے مطالعے سے کسی طرح سیر نہیں ہوئی۔جب کوئی نئی کتاب نظر پڑ جاتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی

خزانہ ہاتھ لگ گیا۔میں نے طالب علمی میں بیس ۲۰۰۰۰ ہزار کتابوں کا مطالعہ کیا۔

یہ اور ان جیسے سینکڑوں واقعات سے تاریخ کا دامن بھرا پڑا ہے جس سے اکابر واسلاف کی کتب بینی اور مطالعے کا شغف معلوم ہوتا ہے۔اس کے برعکس اگر ہم موجودہ معاشرے پر نظر دوڑائیں، تو دنیا بھر میں کتابیں پڑھنے کا رجحان دم توڑتا نظر آئے گا۔علامہ اقبالؒ نے قوم کے اسی حالت پر تاسف کا اظہار کیا ہے۔کہ ان میں صاحب کتاب پیدانہیں ہورہے ہیں فرماتے ہیں .... ۔

تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو
کتاب خواں ہے، مگر صاحب کتاب نہیں

حیران کن بات یہ ہے، کہ اقبال نے قوم سے صاحب کتاب پیدا نہ ہونے پر شکوہ کیا ہے۔اگر اقبال آج زندہ ہوتے او یہ دیکھ لیتے کہ اب ان کی قوم میں صاحب کتاب کیا کتاب خواں بھی پیدانہیں ہورہے ہیں تو نہ جانے کیا کرتے؟

اس تناظر میں جب ہم گردوپیش ماحول کو دیکھتے ہیں تو ہمارے ذہن میں چندسوالات جنم لے رہے ہیں۔مثلاً معاشرہ کتاب سے بددل کیوں ہے؟ ہماری قوم نے کتاب سے بیزاری کیوں اختیار کی ہے؟ وہ کونسے اسباب اوروجوہات ہیں جن کی وجہ سے معاشرے سے کتاب خواں نہیں بلکہ صاحب کتاب بھی بددل ہوتے جارہے ہیں ذیل میں چنداسباب پر تبصرہ کیا جاتا ہے، جوقوم کی کتاب بینی سے بیزاری کے بنیادی وجوہات ہیں۔

کتاب بینی کی حوصلہ شکنی :

ہمارے معاشرے میں کتاب بینی کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔جب ہم کسی کے اچھے کپڑے اور خراش تراش دیکھتے ہیں، تو ان کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں، ان کی عزت وتکریم کرتے ہیں اوران کی اسی حالت کو دیکھ کر احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں، اوراسی طرح بننے کا جنون لگ جاتا ہے۔اس کے برعکس کتاب پڑھنے والوں کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا ہے، اس کو معاشرہ خیالی دنیا کا جانور قرار دے کر اس کا مذاق اڑاتا ہے۔ظاہر ہے، کہ ایسی صورت میں کتاب خرید کر روپے ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

معاشرے میں لکھنے اور پڑھنے والوں کی عدم حوصلہ افزائی کی وجہ سے لکھنا اور پڑھنا عذاب معلوم ہورہا ہے، جس کی وجہ سے اکثر لکھاری اور قاری حضرات نے اپنی کتابیں سرہانے رکھ لی۔لکھنے اور پڑھنے سے ان کی طبیعت میں اتنی اُچاٹ ہوگئی ہے کہ قلم اور کتاب ہاتھ میں لے کر بیٹھنے کے تصور سے الجھن ہونے لگی ہے۔کیونکہ اگر کوئی مضمون یا کتاب لکھی جائے تب بھی جا کر مختلف اخبارات اور رسائل وجرائد کے ایڈیٹروں اور مختلف اشاعتی اداروں کے سامنے گھٹنے ٹیک کرنا ہوگا اور منت سماجت کرنی ہوگی۔جس معاشرے میں صاحب قلم اور صاحب علم لوگوں کے ساتھ یہ رویہ

روا رکھا جائے، وہی معاشرے میں کتاب خواں تو درکنار صاحب کتاب لوگ بھی کتاب سے بددل ہوں گے۔

ناخواندگی :

ہمارے یہاں ناخواندگی بہت زیادہ ہے۔ایسے افراد کی تعداد بہت کم ہے جو کتابیں پڑھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں جو لوگ پڑھ نہیں سکتے ہیں، وہ کتاب کی افادیت واہمیت سے کیا واقف ہوں گے۔کتاب سے دوری کی ایک وجہ ناخواندگی ہے۔

جس معاشرے میں اداکاروں، کھلاڑیوں، ڈانسروں اور گانا گانے والیوں کے لئے ایوارڈز ہوتے ہیں ،جبکہ خواندہ لوگوں کے لئے کوئی قابل قدر ایوارڈ اور مقام نہیں ہوتا ہے۔ظاہر ہے کہ ایسی صورتحال میں ناخواندگی کا گراف بڑھتا رہے گا اور معاشرہ کتاب سے بددل ہوتا رہے گا۔

کتابوں سے عدم دلچسپی :

لکھے پڑھے لوگوں کی تعداد کم تو ہے لیکن اتنی کم بھی نہیں۔مثلاً اگر ہم فرض کرلیں کہ ان کی تعداد پچاس لاکھ ہے، اس اعتبار سے ہمارے یہاں کسی بھی موضوع کی کتاب تین چار لاکھ تو چھپنا ہی چاہیے۔لیکن عملی صورتحال یہ ہے کہ ہمارے یہاں کوئی سنجیدہ کتاب ایک ہزار سے زیادہ نہیں چھپتی اور ایک ہزار کتابیں بھی چار پانچ سال میں فروخت ہوتی ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے لکھے پڑھے لوگ بھی کتاب سے دلچسپی نہیں رکھتے ہیں اور کتاب بینی سے بیزار نظر آتے ہیں۔

کتابوں کا مہنگا ہونا :

کتابوں کی بڑھتی ہوئی قیمتیں کتب بینی کے رجحان میں کمی کا باعث ہیں۔پڑھنے والے حضرات میں ہر شخص یہ طاقت نہیں رکھ سکتا ہے کہ اتنی مہنگی کتابوں کو خرید لے۔یہی وجہ ہے کہ کتاب سے دوری کا گراف بڑھتا جارہا ہے۔

کتابیں مہنگی تو ہیں، لیکن اتنی مہنگی نہیں ہیں ہم دوسو روپے میٹر کا کپڑا اور چار سو روپے کا جوتا خریدتے وقت ناک بھوں نہیں چڑھاتے ۔مگر کتاب کی معمولی بڑھتی ہوئی قیمت کو دیکھ کر ہمیں مہنگائی کا زکام ہوجاتا ہے، آخر کیوں؟ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ آج دنیا کا رخ دنیا پرستی کی طرف ہے۔جو لوگ سفید وسیاہ کے مالک ہیں ان کی عزت وتکریم ہوتی ہے۔اور جو اہل علم اور اہل قلم ہیں ان کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں مہنگائی کے اس طوفان میں کتاب پر پیسے دینے کی کیا ضرورت ہے؟

میڈیا کی مقبولیت :

پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا، کیبل اور انٹرنیٹ کی مقبولیت نے کتب بینی کے شوق کو متاثر کیا ہے۔ان چیزوں

کی افادیت اور اہمیت سے انکار نہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ کتابوں سے تعلق رکھنا ازبس ضروری ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ وہ تمام لوگ جن کا کتابوں سے زیادہ سے زیادہ تعلق ہونا چاہیے، ان کا تعلق بھی کتابوں سے برائے نام ہے اور ان کا زیادہ تر انحصار ٹی وی اور انٹرنیٹ پر ہوتا ہے۔

لائبریریوں کی عدم موجودگی :

کتاب سے دوری کا ایک سبب لائبریریوں کی عدم موجودگی کا مسئلہ ہے۔ لائبریریوں کی دو قسمیں ہیں، پہلی قسم کی عوامی لائبریریاں ہیں، جو لوگ عوامی لائبریریوں میں جانے کا تجربہ رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان لائبریریوں سے کوئی کتاب مشکل سے ملتی ہے۔ اگر مل جائے تو گھر کے لئے جاری نہیں ہوتی۔ لوگوں کے پاس اتنا وقت نہیں کہ روزمرہ وہاں جاکر مطالعہ کریں۔ دوسری قسم کی لائبریریاں وہ ہیں جو ہماری تعلیمی اداروں میں ہوتی ہیں۔ پرائمری سے انٹر تک جو لائبریریاں ہیں ان کی حالت عوامی لائبریریوں سے زیادہ ابتر ہے۔

یونیورسٹیوں اور کالجوں کی لائبریریوں کے لئے جو اشخاص کتابیں خرید کر لاتے ہیں وہ کتب فروشوں سے مخصوص اقسام اور مخصوص ادیبوں کی کتابوں کو خرید کر اس پر اچھا خاصا کمیشن حاصل کرتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ نام نہاد ادیبوں کی ہر کتاب ان لائبریریوں میں ہوتی ہے۔ نہیں ہوتیں تو ان سنجیدہ لکھنے والے ادیبوں اور سکالروں کی کتابیں نہیں ہوتیں۔ جن کی کتابوں کی خریداری پر لائبریریوں کی طرف سے خریداری کرنے والے لوگوں کو کوئی کمیشن نہیں ملتا۔

جو طلبہ سنجیدہ لٹریچر کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں جب اپنی پسند کی کتابوں کو مسلسل ان لائبریریوں میں نہیں پاتے تو رفتہ رفتہ ان کی عادت مطالعہ کم ہو کر ختم ہو جاتی ہے۔ اس ساری بحث سے یہ واضح ہوئی، کہ لائبریریوں کی یہی مخصوص صورتحال کتب بینی کے شوق کے زوال میں ایک معاون عنصر کی حیثیت رکھتی ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

اب قارئین ماہنامہ "الحق"، فیس بک پر بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں

facebook\Alhaq Akora Khattak

ادارہ

افکار وتاثرات

جناب سید حنیف رسول کاکاخیل' ایڈورڈ کالج پشاور

صاحبزادہ مولانا محمد ایوب جان' سرپرست عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈسکہ

مولانا سعید الحق جدون حقانی۔

جناب قاضی محمد یعقوب' چکوال

جناب مولانا راشد الحق حقانی صاحب۔ السلام علیکم

پچھلے ایک دو بڑے خصوصی پروگراموں میں آنجناب کی طرف سے پرخلوص دعوت اور اس عاجز کی طرف سے ناغہ سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ مصروفیات نے آنجناب کے پروگراموں کی اہمیت یکسر ختم کردی' دراصل ایسا عذر پیش آئے جن کی وجہ سے حاضری نہ ہوسکی۔ آپ کو یاد ہوگا ۲۰۱۲ء کا سال حضرت امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ کے الہلال کا صد سالہ جشن ہے' ہندوستان میں تو اس حوالے سے پروگرام ہورہے ہیں' لیکن پاکستان میں پہلے کی طرح اب بھی خاموشی ہے' الہلال کے حوالے سے ایک مقالہ زیرتحریر ہے جیسے ہی مکمل ہوجائے آن جناب کی خدمت میں ارسال کروں گا۔ اس امید کے ساتھ کہ آنے والے کسی شمارے میں لیکن ۲۰۱۲ء کے اندر اندر اسے شائع کردیں اس طرح الہلال کی صد سالہ بازگشت کے طور سے ایک یادداشت ہوجائے گی۔

سید حنیف رسول کاکاخیل' لیکچرار ایڈورڈ کالج پشاور

یوم عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

۲۱ ستمبر ایوانوں میں بیٹھے ہوئے سوٹڈ بوٹڈ کیمبرج اور آکسفورڈ کے تعلیم یافتہ بڑی بڑی گاڑیوں میں بیٹھ کر فرانٹے بھرنے والے طیاروں میں اڑان بھر کر امت مسلمہ کی مظلومیت کا تماشا دیکھنے والے ہمارے حکمرانوں نے ملک کی اے کلاس کی جاری سوشلزم کی یلغار کو دھیما کرتے ہوئے ملک کی اکثریتی عوام کی عزت مآب کی ناموس کے حوالے سے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے 21 ستمبر کو یوم عشق رسول قرار دیتے ہوئے ملک میں تعطیل کا اعلان کر کردیا تاکہ مسلم

قوم اپنے جذبات کا اظہار شائستہ انداز میں کرے' عیسائی مشینری اپنے انداز میں اس لا ریب ہستی پر پھبتیاں کس رہی ہے' جس کو اپنے تو اپنے بیگانے بھی اسلام عقیدت پیش کرتے ہیں' اور محبت کے پھول نچھاور کرتے ہوئے نہیں تھکتے' دنیا میں جاری ان احتجاجات کو دیکھ دیکھ کر دنیا کفر کے بعض غیر متشدد افراد متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے' 10 سال قبل علاقہ میانوالی بنگلہ تحصیل ڈسکہ کے رہائشی بھائی اصغر قوم کاہلوں قادیانی جماعت کے ٹولے کے لالچ' حرص اور دھمکیوں کا شکار ہو کر اپنے کنبہ کے آٹھ افراد سمیت قادیانی ہو گئے تھے' مسلم احباب نے لاکھ سمجھایا لیکن واپسی کی کوئی سبیل نہ ہوئی آج جب پوری دنیا میں حضور کی توہین پر مبنی فلم کا غلغلہ مچا اور مسلمانوں کی عقیدت حضورؐ کے ساتھ دیکھی اور مسلم قوم کے جذبات کو دیکھا تو اس خاندان کا دل بھی نرم ہو گیا اور انہوں نے زبان حال سے کہنا شروع کر دیا "ان شانئک ھو الابتر" جب آپؐ پر کارٹون' قرآن کے جلاؤ' آپؐ کے ناموس کو مشکوک کرنے' آپؐ کے اصحاب پر طعن و تشنیع کا بازار گرم ہو گیا ہر طرف سے دنیا کفر نے آنحضرتؐ کی ذات پر قدغن لگانا شروع کر دی اور اسلام کو ایک پر تشدد مذہ ارو فریب قرار دینے کیمپم جوئی شروع کی تو خدا نے آٹھ قادیانی افراد پر مشتمل کنبہ کو یوم عشق رسولؐ پر عین نماز جمعہ کے وقت دارالعلوم مدینہ ڈسکہ میں جانشین پروانہ ختم نبوتؐ (بندہ ناچیز) کے پاس قبول اسلام کی غرض سے بھیج کر ازل سے ابد تک جاری نعرہ "ورفعنا لك ذكرك" کو بلند فرمایا 8 افراد کا یوں اعلانیہ کلمہ پڑھنا اور قادیانی مذہب سے تائب ہو کر مرزا غلام احمد قادیانی کے نظریات کو باطل قرار دینا "ان شانئك هو الابتر" کی عملی تصویر تھا۔

سیدی و سندی و وسیلتی الی اللہ حضرت الاستاذ صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! جناب عالی! آپ صاحبان کی توجہ کفری طاقتوں کی ظلم و بربریت کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ گزشتہ دو ڈھائی مہینوں سے برما کے صوبہ اراکان میں مسلمانوں کا قتل عام' ان کی خواتین کی آبرو ریزی اور بچوں کے ساتھ جنسی' جسمانی اور نفسیاتی تشدد کے واقعات سینکڑوں سے تجاوز کر چکی ہیں' وہاں پر مسلمانوں کی نسل کشی کا سلسلہ جاری ہے۔ ۱۹۴۸ء میں اقوام متحدہ نے نسل کشی کو بین الاقوامی جرم قرار دیا ہے۔ ۱۹۹۴ء میں ہونے والی نسل کشی کی دسویں برسی کے موقع پر اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے اپریل ۲۰۰۴ء میں نسل کشی روکنے کے لئے ایکشن پلان کا اعلان کیا تھا' لیکن بدقسمتی سے انسانی حقوق کی تنظیمیں' میڈیا اور اقوام متحدہ کی تنظیم برما کے مسلمانوں پر ظلم و بربریت کے خلاف خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔

عالی قدر! افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ستر سال سے برما کی زمین خون مسلم سے سیراب کی جارہی ہے اور گزشتہ جون سے تیس ہزار سے زائد مسلمانوں کو انتہائی بیدردی سے قتل اور ان کی املاک کو خاکستر کر دیا گیا ہے جبکہ لاکھوں مسلمان ہجرت

کرنے پر مجبور ہوئے۔

آپ صاحبان نے ماہنامہ ''الحق'' میں اس ظلم و بربریت کی مذمت کی ہے اور اس اہم ایشو پر مضامین شامل اشاعت کئے ہیں۔ گویا میدان صحافت میں آپ نے اس موضوع کا حق ادا کیا ہے۔ اگر میدان سیاست میں آپ اس ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں، جس طرح حسب سابق آپ کا وطیرہ امتیاز ہے تو ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں کہ ہمارے یہی مظلوم بھائی ان ظالموں کے شکنجے سے نجات پائیں گے۔ اور آپ صاحبان جیسے مخلص عالم اسلام کے لیڈران کے لئے مسیحا بن جائیں گے۔ والسلام

آپ کا خادم سعید الحق جدون حقانی

جناب مدیر صاحب۔ السلام علیکم! امید ہے آپ بفضل باری تعالیٰ خیریت سے ہوں گے، عرض ہے کہ بندہ باقاعدگی سے ماہنامہ ''الحق'' کا قاری ہے، جون ۲۰۱۲ء کے شمارہ میں شائع شدہ ایک مضمون بعنوان ''مشنری تعلیم تاریخی پس منظر اور ناپاک منظر واقعات کی روشنی میں'' از حضرت مولانا محمد الیاس بھٹکلی ندوی مدظلہ العالیہ کا مطالعہ کیا۔ مضمون ہذا انتہائی اہم، وقت کی ضرورت اور معلوماتی ہونے کی بناء پر بہت ہی قابل تعریف ہے، حضرت جی کی عالمی سطح پر اغیار کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں پر گہری نظر اور تحریری تعاقب بہت ہی قابل تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت جی کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔ امین مگر مضمون ہذا صفحہ ۳۶ پر مرتد قادیانی کا فر ڈاکٹر عبدالسلام کے بارے میں کی گئی تعریف پر از حد افسوس بھی ہوا اور قلبی و ذہنی اذیت بھی ہوئی۔ امید ہے کہ آپ اس تکلیف دہ عبارت کے متعلق وضاحت شائع فرمادیں گے تاکہ راقم سمیت دیگر قارئین کرام کی تشفی ہو جائے۔ والسلام

طالب دعا قاضی محمد یعقوب (چکوال)

ادارہ کی وضاحت:

محترم قاضی محمد یعقوب صاحب مدظلہ۔

مضمون پر بروقت گرفت آپ کی ''الحق'' سے گہری وابستگی کا پتہ دیتی ہے۔ مولانا الیاس صاحب مدظلہ کا مقصد ڈاکٹر عبدالسلام کی تعریف و توصیف مدنظر نہیں تھی بلکہ ان کا مقصد کم درجہ عصری تعلیم کی اہمیت کو ثابت کرنا تھا اور پھر کم درجہ تعلیم سے اگر ڈاکٹر عبدالسلام وغیرہ سائنسدان بنے تو ان کے سائنسداں ہونے میں کسی کو شبہ اور اختلاف نہیں۔ البتہ ان کے کفر میں سب کا اتفاق ہے۔ (ادارہ)

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب و روز

حضرت مہتمم صاحب کی سیاسی سرگرمیاں:

۲۵ ستمبر ۲۰۱۲ء بروز منگل وزیرستان اور دیگر قبائل سے اظہار یکجہتی، فوجی آپریشن اور ڈرون حملوں کے خلاف بنوں شہر میں فضل قادر شہید ہال میں سربراہی اجلاس منعقد ہوا جس میں دفاع پاکستان کونسل کے قائدین نے شرکت کی۔ اور اس سے اگلے دن ۲۶ ستمبر کو اسلام آباد میں دفاع پاکستان کونسل کا اہم سربراہی اجلاس حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی زیر قیادت منعقد ہوا۔ یکم اکتوبر کو پشاور تا جمرود ملین مارچ منعقد کی گئی۔ یہ ملین مارچ صبح 10:00 بجے صبح پشاور کے رنگ روڈ سے شروع ہو کر جمرود کے باب خیبر پر ایک عظیم الشان جلسہ کی شکل میں اختتام پذیر ہوئی۔ جس کی قیادت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے فرمائی۔ اسی طرح ۱۴ راکتوبر ۲۰۱۲ء کو اہلیان کشمیر سے یکجہتی کے اظہار کے لئے مظفر آباد میں دفاع پاکستان کونسل کا عظیم الشان جلسہ کیا گیا جس میں دفاع پاکستان کے قائدین سمیت علاقہ بھر سے آئے ہوئے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

دارالعلوم کی تعلیمی کمیٹی کا خصوصی اجلاس:

۱۱ راکتوبر بروز جمعرات دارالعلوم کی خصوصی تعلیمی کمیٹی کا اہم اجلاس حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ حضرت مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ بھی اس موقع پر موجود تھے۔ اور خصوصی شرکت کیلئے جامعہ عثمانیہ پشاور کے مہتمم اور دارالعلوم حقانیہ کے سابق ناظم تعلیمات و استاذ حدیث مفتی غلام الرحمٰن صاحب تشریف لائے تھے۔ آپ کے ہمراہ جامعہ عثمانیہ کے ناظم تعلیمات حضرت مولانا حسین احمد صاحب بھی تھے۔ اجلاس میں دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات اور خصوصاً نظام تعلیم کے متعلق طویل صلاح مشورے ہوئے اور حال ہی میں دارالعلوم میں کی گئی جدید اصلاحات اور اس کے بہتر و مثبت نتائج پر اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ اسی اجلاس میں مزید بہتری کیلئے کئی مفید تجاویز بھی سامنے آئیں۔

صحافیوں اور مہمانوں کی دارالعلوم آمد:

گزشتہ دنوں ''دی میسج'' ٹی وی ٹیم کے منیجر حافظ عبدالمتین صاحب حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب سے انٹرویو ریکارڈ کرنے کے لئے تشریف لائے۔ انہوں نے حضرت مہتمم صاحب سے ان کے ذاتی خاندانی اور سیاسی حالات کے متعلق تفصیلی انٹرویو کیا۔ حضرت مہتمم صاحب نے سیکولر اور مغرب پرست نظریات رکھنے والے ٹی وی چینلو کی بھرمار میں ایک اسلامی صحیح عقیدے والے ٹی وی چینل میسج ٹی وی کے قیام پر علامہ خالد محمود صاحب اور ان کی ٹیم کو خراج تحسین پیش کیا۔

ادارہ

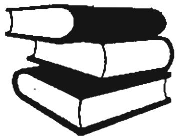

تعارف وتبصرہ کتب

کتاب: خطبات ومواعظ جمعہ　　مرتب: مولانا حافظ مشتاق احمد عباسی

ضخامت: ۱۰۷ صفحات　　قیمت: ۳۰۰ روپے　　ناشر: ادارہ صدیقیہ گارڈن ویسٹ کراچی

جمعہ اسلامی ایام میں انتہائی اہمیت کا حامل دن ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع (الایۃ)

اسی اہمیت کے پیش نظر ایک مسلمان جمعہ کی صبح ہی سے اس کوشش میں ہوتا ہے کہ امور ضروریہ سے جلد از جلد فراغت پا کر جمعہ کی تیاری میں مصروف ہو جاؤں۔ جمعہ میں نماز کی طرح خطبہ بھی انتہائی اہم ہے۔ خطبہ جمعہ دینے سے پہلے خطیب حضرات موقع اور وقت کی مناسبت سے وعظ تذکیر اور تلقین بھی فرماتے ہیں اور یہ طریقہ متوارث چلا آرہا ہے جس میں تصحیح عقائد ترغیب الی الاعمال اور باہمی معاشرت کے بارے میں بیانات ہوتے ہیں' زیر تبصرہ کتاب مرتب زید مجدہ نے خطباء وائمہ کی سہولت کے پیش نظر ہر جمعہ کے لئے مستقل عنوان پر بیان مرتب کیا ہے اور یہ تمام بیانات متنوع ہیں' صرف ایک ہی موضوع تک محدود نہیں تا کہ سامعین حضرات ہر قسم کے موضوعات سے مستفید ہوں۔ کتاب کی چند خصوصیات یہ ہیں: (۱) عربی خطبہ نہایت مختصر رکھا گیا ہے اور اس میں عنوان مقررہ پر بطور دلائل آیات واحادیث ذکر کی ہیں۔ (۲) ہر ماہ کے پانچ خطبات لکھے گئے ہیں تا کہ کسی الٹ پھیر میں قارئین کو مبتلا نہ ہونا پڑے۔ (۳) مضامین باہمی ارتباط کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ (۴) سال بھر کے اردو مواعظ میں تمام ضروریات دین کو ایسے انداز میں جمع کیا گیا ہے' کہ اگر ایک ناواقف خطبہ کے مضامین یاد رکھ لے تو ایک حد تک وہ تمام ضروری امور کے واقف ہو جائے گا اور تمام غلط عقائد ورسومات کی بھی اصلاح ہوگی۔ (۵) ہر امر اور نہی کی حکمت ومصلحت (فلسفہ) عقلی طور پر بھی واضح کی گئی ہے۔ (۶) اسلامی تہذیب معاشرت کا اکثر حصہ ان خطبات میں آ گیا ہے اور باہمی معاشرت کے حقوق بھی قدرے تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں' جن کا معلوم ہونا بہت ضروری ہے۔ (۷) بعض مہینوں کے مخصوص عبادات جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں ان کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ (۸) طریقت وشریعت اور معرفت کی تشریح ولایت کا مفہوم عوام کی غلط فہمیوں کا ازالہ بدعات کی مختصر تردید وتاریخ بیان کی گئی (۱۰) نصب امام اور جہاد فی سبیل اللہ کے بھولے ہوئے سبق کو بھی یاد دلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ آخر میں عیدین کے خطبہ مع وعظ' خطبہ النکاح ودعا عقیقہ بھی درج کی گئی ہیں' تا کہ بوقت ضرورت تلاش کرنے کی ضرورت نہ پڑے وغیرہ۔

خطباء وائمہ حضرات کے لئے مؤلف کی طرف سے یہ کتاب ایک بہترین تحفہ ہے اور خطبہ جمعہ کی تیاری میں یہ کتاب بہت ہی ممد ومعاون ثابت ہوگی۔ ہر خطیب کا پاس اس کتاب کا موجود ہونا ضروری ہے تاکہ ہر جمعہ کے موقع پر اس کے پاس عوام وخواص کے سامنے بیان کرنے کے لئے معلومات آفریں مواد موجود ہو۔

نام کتاب: الفقہ فی السند (فقہاء سندھ اور انکی فقہی خدمات)　　تصنیف: مولانا اللہ بخش ایاز ملکانوی

ضخامت: ۳۱۴ صفحات　　قیمت: ۳۵۰ روپے　　ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

مولانا اللہ بخش ایاز ملکانوی سراج العلوم عیدگاہ لودھراں کے صدر مدرس اور مولانا محمد یوسف بنوری کے تلمیذ رشید ہیں۔ مولانا ملکانوی ایک لائق مدرس، شفیق مربی، متواضع وخاکسار انسان ہیں، بعض روایتی علماء کی طرح نہ تو یبوست سے ان کا خمیر اٹھا ہے اور نہ وہ اپنے اوپر مسکنت وعاجزی طاری کئے رکھنے کے قائل ہیں، وہ بزرگ بھی ہیں اور دوست بھی، شفیق بھی ہیں اور رفیق بھی، معلم بھی ہیں اور مربی بھی، مصنف بھی ہیں، مدرس بھی۔

پیش نظر کتاب مولانا ملکانوی نے جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں تخصص فی الفقہ کے دوران علامہ مولانا یوسف بنوری کے زیر نگرانی مقالہ کے طور پر لکھی تھی۔ کتاب کیا ہے؟ علم وادب، تاریخ وتذکرہ، تعارف کتب اور فقہ وفقہاء کے حوالے سے ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا اور شہ کارہ تاریخی شہ پارہ ہے۔ اس کتاب میں مؤلف نے سندھ میں اسلامی حکومت کے آغاز، سندھ کے قدیم شہروں کا تعارف سندھ کے حکمرانوں کی تاریخ، فقہ کی مختصر تاریخ اور فقہ حنفی کی تدوین، سندھ میں فقہی وعلمی خدمات سرانجام دینے والے فقہاء کرام کا تعارف شامل ہے۔

مولانا ملکانوی نے قابل قدر اور قابل رشک مواد جمع کرکے امت کے حضور پیش کردیا ہے۔ مولانا حقانی علم پرور اور باذوق انسان ہیں، کام کے آدمی اور علمی کام کی قدر کرتے ہیں، یہ کتاب شائع کرکے مولانا حقانی نے جہاں مولانا ملکانوی کی دیرینہ آرزو کی تکمیل کی ہے، وہاں اپنے قدر شناس ہونے کا اہم ثبوت بھی فراہم کیا ہے، ہمارے خیال میں اس موضوع پر اتنی جامع کتاب اس سے پہلے منظر عام پر نہیں آئی۔ علماء سابقین پر لکھنا آسان کام نہیں، مولانا شبلی نعمانی فرمایا کرتے تھے، یہ چیونٹیوں کے منہ سے شکر کے دانے جمع کرکے مٹھائی تیار کرنے والی بات ہے۔

کتاب لائق مطالعہ اور اپنے مضامین کے لحاظ سے جامع اور علمی حلقوں کیلئے بہترین تحفہ ہے۔ القاسم اکیڈمی یہ عظیم سعادت حاصل کرنے پر مبارکباد کے قابل ہے۔ ہم قارئین الحق کو اس کتاب کے مطالعے کا مشورہ دیتے ہیں۔ کتاب پڑھیں اور استفادہ کریں۔

خوشخبری الحمد للہ ..... فتاوی محمودیہ کی شان دار مقبولیت کے بعد

ارباب فتویٰ، اہل علم اور طالبانِ علومِ نبوت کے لیے

ایک اور عظیم الشان علمی و فقہی شاہکار

مفتی اعظم ہند
حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ
کے ہزاروں فتاویٰ کا مجموعہ

کفایت المفتی
مع اضافات جدیدہ

جدید تحقیق، تخریج اور تعلیق

زیر سرپرستی
شیخ الحدیث حضرت مولانا
سلیم اللہ خان صاحب زید مجدہم
رئیس جامعہ فاروقیہ کراچی

14 ضخیم جلدوں میں

اب منظر عام پر!

زیر نگرانی دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

امتیازی خصوصیات

- **تخریج:** ہر مسئلہ کی امہات کتب کے متداول نسخوں سے تخریج
- **تبویب:** متفرق و منتشر مسائل کی بطرز فقہی کتب و ابواب، جدید تبویب و ترتیب
- **تحقیق وتعلیق:** عرف، مخصوص حالات یا مقام کی وجہ سے غیر مفتی بہ اقوال پر دیے گئے فتاوی کی نشان دہی کے ساتھ ساتھ موجودہ زمانے میں مفتی بہ قول کی تصریح
- **مراجعت وتصحیح:** کفایت المفتی کے ہر سوال وجواب کا قدیم ہندوستانی نسخے کے ساتھ مکمل موازنہ وتصحیح
- **اضافہ رسائل:** مجموعہ کفایت المفتی میں کثیر تعداد میں شامل رسائل، متعلقہ باب میں مستقل رسالے کی صورت میں

دیگر خصوصیات

1. ..... تدوین فقہ وفتاوی سے متعلق تفصیلی مقدمہ
2. ..... سوانح مفتی اعظم ہند
3. ..... جامع اور مختصر عنوانات
4. ..... علامات ترقیم کے برمحل استعمال کا خوب اہتمام
5. ..... ہر تخریج طلب مسئلہ میں کم از کم تین حوالہ جات
6. ..... مشکل الفاظ کے معانی کی وضاحت
7. ..... ہر سوال بانمبر، ہر صفحے کے مستقل حواشی
8. ..... کمپیوٹر کی معیاری وخوب صورت کتابت، سفید معیاری کاغذ، مضبوط جلد، اضافی پلاسٹک کور اور امپورٹڈ، مضبوط لیمینیشن کے ساتھ خوب صورت کارٹن میں

فوری رابطہ کے لیے
ادارہ الفاروق کراچی جامعہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی نمبر 4، کراچی، پوسٹ کوڈ نمبر 75230، پاکستان
Tel:+92-21-34599167
Fax:+92-21-34571525
Email: info@farooqia.com

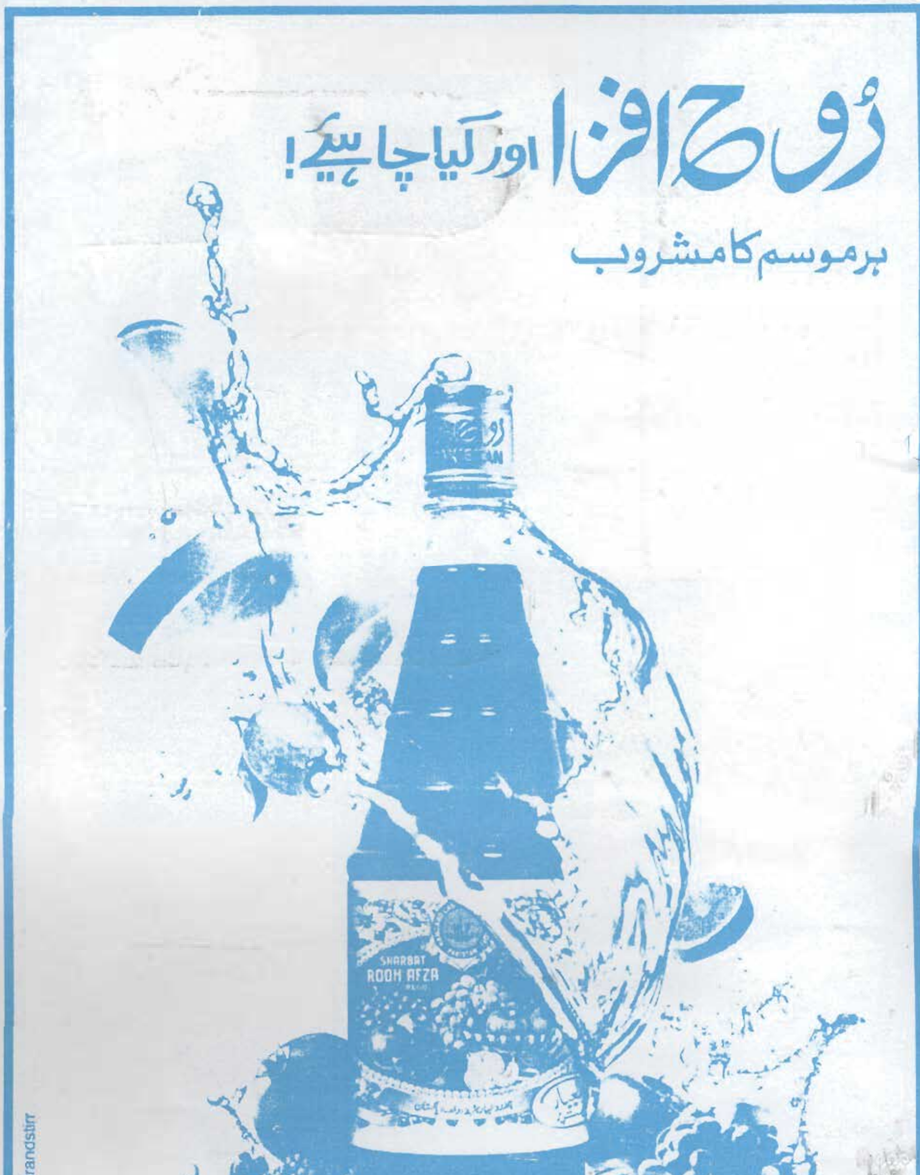
روح افزا اور کیا چاہیے!
ہر موسم کا مشروب
SHARBAT
ROOH AFZA
Brandstirr
ہمدرد
Brands of the year Award
2011
IT'S ALL ABOUT CHAMPIONS
SGS
SGS
Pakistan Standards
CSDC/1 105/2012

Regd No. P-90 Monthly "AL-HAQ" Akora Khattak

(پرشکوہ مجوزہ ماڈل) عظیم الشان تعمیری منصوبہ
جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ
جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

1 لاکھ فٹ کورڈ ایریا۔ 3 منزلہ مسجد۔ کشادہ ہال۔ گیلریاں
وسیع صحن۔ تین اطراف سے برآمدے۔ بیسمنٹ میں دارالحفظ والتجوید کا قیام۔
الگ سیکشن برائے نماز خواتین
تخمینہ لاگت 20 تا 25 کروڑ

زیر تعمیر جامع مسجد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (برلب جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک)
منجانب: تعمیری کمیٹی جامع مسجد حقانیہ
جامعہ: دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

آئیں ہم سب مل کر صدقہ جاریہ کے
اس عظیم الشان عمل میں شامل ہوکر
آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کرکے
جنت میں اپنا گھر ابھی سے بنوائیں۔